احادیث کی روشنی میں ترکِ رفع یدین کے عنوان پر لکھی گئی منفرد کتاب

ترکِ رفع یدین

بفیضانِ نظر:
قطبِ دوراں غوثِ زماں حضرت فقیہِ اعظم
خواجہ مفتی ابوالخیر محمد نور اللہ نعیمی

مناظرِ اسلام حضرت علامہ مولانا غلام مصطفیٰ نوری صاحب
خطیب و مہتمم جامعہ شرقیہ رضویہ بیرون غلہ منڈی ساہیوال

اسلامک بک کارپوریشن
کمیٹی چوک ۰ راولپنڈی

نقل فرمایا جس میں مذکور ہے کہ حضرت ام الدرداء (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے رفع یدین کیا لیکن اس کے متعلق گزارش یہ ہے کہ ایک تو اس میں رکوع اور بعد رکوع کا ذکر نہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس کی سند میں ایک راوی خطاب بن عثمان طائی ہے۔ ابن حبان نے اگرچہ اس کو ثقات میں نقل کیا ہے لیکن یہ بھی کہا ہے کہ یہ روایت بیان کرنے میں کبھی غلطی بھی کر جاتا ہے اور دار قطنی نے اس کو ثقہ کہا ہے۔ (تہذیب التہذیب 2 ص 89)۔

تو جب یہ روایت بیان کرنے میں کبھی غلطی کا شکار بھی ہو جاتا ہے تو پھر اس کی یہ روایت کیسے درست ہو سکتی ہے۔ پھر اس کی سند میں ایک راوی اسماعیل بن عیاش ہے جس کو خود غیر مقلدین بھی ضعیف کہتے ہیں یہ راوی بھی متکلم فیہ ہے۔ بعض اس کو ثقہ کہتے ہیں اور بعض اس کو ضعیف کہتے ہیں ملاحظہ فرمائیں کہ اسماعیل بن عیاش متکلم فیہ راوی ہے۔ اس راوی کے متعلق امام ابو حاتم کہتے ہیں یہ کمزور ہے۔ امام نسائی نے کہا یہ ضعیف ہے اور ابن حبان نے کہا یہ کثیر الخطاء فی الحدیث ہے یعنی حدیث بیان کرنے میں بہت زیادہ غلطیاں کرتا ہے پس یہ حدِ احتجاج سے خارج ہے (یعنی اس سے دلیل نہیں پکڑی جا سکتی) ابو صالح فرا کہتے ہیں کہ یہ وہ آدمی ہے جو یہ بھی نہیں جانتا کہ اس کے سر سے کیا نکل رہا ہے۔ ملخصاً

(میزان الاعتدال 1 ص 241)

علامہ ابن الجوزی علیہ الرحمہ نے کہا کہ:

قال النسائی ضعیف وقال احمد روی عن کل ضرب وقال ابن حبان لما کبر تغیر حفظہ فکثر الخطاء فی حدیثہ وھو لا یعلم فخرج عن حدالاحتجاج بہ۔

(کتاب الضعفاء والمتروکین لابن الجوزی 1 ص 118)

امام نسائی نے کہا یہ ضعیف ہے امام احمد نے کہا یہ ہر قسم کی روایات بیان کرتا ہے اور ابن حبان نے کہا جب یہ بوڑھا ہو گیا تو اس کا حافظہ خراب ہو گیا تو حدیث بیان کرنے میں اس نے کثیر غلطیاں کی ہیں وہ نہیں جانتا (یعنی غلطی کو) پس یہ حدِ احتجاج سے خارج ہے۔

پس ثابت ہو گیا کہ یہ اثر بھی درست نہیں ہے۔

عقیلی نے ضعفاء کبیر 1 ص 88-89 پر اسماعیل بن عیاش کو ضعیف مضطرب الحدیث قرار دیا ہے۔

امام بخاری علیہ الرحمہ نے جزءِ رفع یدین کے ص 15-17 پر پھر حضرت ام الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اثر نقل کیا ہے اور اس میں بوقت رکوع رفع یدین کا ذکر ہے لیکن اس کی سند میں بھی وہی اسماعیل بن عیاش ہے جس پر ابھی گفتگو گزری ہے اور اس اثر کی سند میں ایک راوی عبدربہ بن سلیمان ہے۔ اس کے متعلق میزان میں ہے۔ مجھول۔ (میزان الاعتدال 2 ص 544)۔

کہ یہ راوی مجہول ہے۔

علامہ ابن الجوزی کہتے ہیں **قال ابو حاتم الرازی مجھول۔**

(کتاب الضعفاء والمتروکین 2 ص 87)

ابو حاتم رازی نے کہا کہ یہ راوی مجہول ہے۔

تو ایسے مجہول شخص کی روایت کیسے درست ہو سکتی ہے۔

پھر امام بخاری علیہ الرحمہ نے ص 17 پر حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا موقوف اثر نقل کیا ہے۔ جس کی سند میں محارب بن دثار ہے۔ جس کے متعلق امام ابن سعد نے کہا کہ **لا یحتجون بہ** کہ محدثین اس کے ساتھ دلیل نہیں پکڑتے۔

پھر یہ کہ یہ شخص حضرت سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق اس کے نظریات درست نہیں تھے۔ ان مقدس حضرات کے ایمان کی گواہی یہ شخص نہیں دیتا تھا۔ تعجب ہے ایسے لوگوں سے امام رفع یدین پر دلیل پکڑتے ہیں۔

پھر اس اثر کی سند میں محمد بن فضیل ہے جس کے متعلق ابوداؤد نے کہا یہ شیعہ ہے۔ ابن سعد نے کہا اس کے ساتھ دلیل نہ پکڑی جائے۔

(میزان الاعتدال 4 ص 10)

پھر امام نے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث بیان کی ہے جس کا جواب ابوداؤد کی احادیث میں گزر چکا ہے۔ پھر امام بخاری علیہ الرحمہ نے ص 17-19 پر کچھ بلا سند۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اسماء ذکر کیے ہیں جنہوں نے مرفوعاً رفع یدین کی روایت بیان کی ہے۔

پھر امام بخاری نے جزء رفع یدین ص 22 پر طاؤس کا اثر نقل کیا ہے جس میں طاؤس نے کہا کہ میں نے عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن زبیر کو رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا ہے لیکن اس میں رکوع اور بعد رکوع کا ذکر نہیں ہے۔ دوسری یہ بات ہے کہ اس اثر کی سند بھی مجروح ہے۔ اس کی سند میں ابن جریج ہے جس نے ستر عورتوں سے متعہ کیا۔[1] (میزان الاعتدال 2 ص 659) ایسے راوی سے دلیل پکڑنا غیر مقلدین کا ہی کام ہے۔ پھر اس سند میں حسن بن مسلم ہے۔ میزان میں کہا لایکاد یعرف وخبرہ منکر۔ (میزان الاعتدال 1 ص 523)

نہیں قریب ہے یہ پہچانا جائے اور اس کی حدیث منکر ہے۔

تو جب اس کی حدیث ہی منکر ہے تو پھر یہ اثر بھی منکر ہے۔ اس لئے یہ اثر بھی صحیح نہیں ہے۔ پھر امام بخاری نے جزء رفع یدین کے ص 23 پر حضرت حسن

(1) مؤلف نے ابن جریج کے ضعیف ہونے کے قول سے رجوع کر لیا ہے۔

بصری علیہ الرحمہ کا اثر نقل کیا ہے۔ حدثنی مسدد قال نایزید بن زریع عن سعید عن قتادة عن الحسن قال کان اصحاب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کانها ایدیهم المراوح یرفعونها اذا رکعوا واذا رفعوا رؤسهم۔

ترجمہ: حضرت حسن بصری سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب رفع یدین کرتے تھے۔ بوقت رکوع اور بعد رکوع کے گویا کہ ان کے ہاتھ پنکھے تھے۔

لیکن اس کی سند میں ایک تو سعید بن ابی عروبہ ہیں جو کہ ثقہ ہیں لیکن مدلس ہیں اور یہ روایت بھی انہوں نے قتادہ سے لفظ عن کے ساتھ کی ہے اور جب مدلس عن کے ساتھ روایت کرے تو وہ حجت نہیں ہوتی۔

علامہ ابن جوزی نے کہا کہ: ثبت الا انه اختلط فی آخر عمره اختلاطاً قبیحا فمن سمع منه قبل الا ختلاط فسماعه صحیح وقال ابو حاتم الرازی ثقة قبل ان یختلط۔ (کتاب الضعفاء والمتروکین 1 ص 323)

یہ راوی ثبت ہے لیکن اپنی آخری عمر میں اختلاط کا شکار ہو گیا تھا اور اسے بڑا برا اختلاط ہوا ہے۔ ابو حاتم رازی نے کہا یہ اختلاط سے قبل ثقہ تھا۔ حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں۔

ثقة حافظ له تصانیف (لکنه) کثیر التدلیس واختلط۔

(تقریب التہذیب 1 ص 360)

ثقہ حافظ ہے اس کی کئی تصانیف بھی ہیں لیکن یہ تدلیس بہت زیادہ کرتا ہے اور مختلط بھی ہے۔

تو ناظرین گرامی! جب یہ مدلس بھی ہے مختلط بھی اور یہ روایت اس نے عن سے ذکر کی ہے تو پھر یہ کیسے حجت ہو سکتی ہے، پس واضح ہو گیا کہ یہ اثر بھی صحیح نہیں ہے۔

پھر امام بخاری علیہ الرحمہ نے ص 23-24 پر یہ اثر نقل کیا ہے۔

حدثنا موسی بن اسماعیل ثنا ابو هلال عن حمید بن هلال قال كان اصحاب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا صلوا كان ایدیهم جیال آذانهم كانها المراوح.

حمید بن ہلال نے کہا کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب جب نماز پڑھتے تو ان کے ہاتھ کانوں تک ہوتے گویا کہ وہ پنکھے ہیں۔ اس کے بعد امام بخاری فرماتے ہیں کہ حضرت حسن اور حمید بن ہلال نے کسی ایک صحابی کو بھی مستثنیٰ نہیں کیا۔

لیکن اس اثر میں نہ رکوع کا ذکر ہے اور نہ ہی بعد رکوع کا البتہ کانوں تک رفع یدین کا ذکر ہے۔ معلوم ہوا کہ اس اثر کی بنا پر سب صحابہ کرام کانوں تک ہی ہاتھ اُٹھاتے تھے۔ جس پر غیر مقلدین کا عمل نہیں ہے اور بخاری میں کندھوں تک کا ذکر ہے اور اس رسالہ میں کانوں تک وہ بھی تمام صحابہ سے گویا کہ بخاری کی روایت پر جو کندھوں والی ہے کسی ایک صحابی کا بھی عمل نہیں تھا۔

پھر اس کی سند میں ایک راوی ہے ابو ہلال۔ محمد بن سلیم، ابو ہلال الراسبی البصری اس کے متعلق تہذیب میں ہے کہ عمر بن علی نے کہا کہ یحییٰ اس سے حدیث بیان نہ کرتے تھے۔ ابن ابی حاتم نے کہا کہ امام بخاری علیہ الرحمہ نے اس کو ضعفاء میں داخل کیا ہے۔ امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ نے فرمایا۔ وهو مضطرب الحدیث۔ اس کی حدیث میں اضطراب ہے۔ ابن عدی نے کہا کہ اس کی احادیث غیر محفوظ ہیں۔ ملخصاً (تہذیب التہذیب 5 ص 1278-128)

ابن حبان نے کتاب المجروحین میں کہا ہے کہ:

كان يحيى القطان لا يحدث عنه وكان ابوهلال شيخا

صدوقا الا انه كان يخطئ كثيرا من غير تعمد حتى صار يرفع المراسيل ولا يعلم واكثر ماكان يحدث من حفظه فوقع المناكير فی حدیثه من سئو حفظه. (کتاب المجروحین 2 ص 295)

یحییٰ قطان اس سے حدیث بیان نہیں کرتے تھے۔ ابو ہلال شیخ صدوق ہے مگر یہ غیر ارادی طور پر کثیر الخطا ہے حتیٰ کہ مرسل کو مرفوع کر دیتا اور یہ نہ جانتا تھا اور اکثر حدیثیں اس نے اپنے حفظ سے بیان کیں جس کی وجہ سے اس کی حدیث میں منکر روایات داخل ہوگئیں۔ اس کے گندے حافظے کی وجہ سے۔

اس تفصیلی گفتگو سے واضح ہوگیا کہ یہ اثر صحیح نہیں ہے بلکہ انتہائی کمزور ہے۔

پھر امام بخاری علیہ الرحمہ نے جزء رفع یدین ص 24 پر حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ذکر فرمائی۔ جس میں رفع یدین کا ذکر ہے۔ حدیث وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تفصیلی جواب ابو داؤد کی احادیث میں گزر چکا ہے وہیں پر ملاحظہ فرمائیں۔

پھر امام بخاری علیہ الرحمہ نے ص 25 پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ترک رفع یدین والی بیان فرمائی۔ کہ جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز نہ پڑھ کر دکھاؤں پھر جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز پڑھ کر دکھائی تو رفع یدین صرف پہلی مرتبہ کیا پھر دوبارہ رفع یدین نہیں کیا۔ اس روایت کی سند پر تو امام بخاری علیہ الرحمہ کوئی اعتراض نہیں کر سکے کیونکہ کوئی معقول اعتراض ہے ہی نہیں لیکن اتنا ضرور فرماتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل نے یحییٰ بن آدم سے روایت کی ہے کہ میں نے عبداللہ بن ادریس کی کتاب میں نظر کی ہے اس میں جو عاصم بن کلیب سے حدیث ہے اس میں لم یعد کے الفاظ نہیں

ہیں یعنی پھر دوبارہ رفع یدین نہیں کیا کے الفاظ نہیں ہے۔

تو جناب ہم کب کہتے ہیں کہ عبداللہ بن ادریس کی کتاب میں یہ الفاظ ہیں اگر عبداللہ بن ادریس نے یہ الفاظ نقل نہیں کیے تو پھر کیا ہوا کیا ان کے نقل نہ کرنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ کسی اور شاگرد نے بھی نقل نہیں کیے۔ یا عبداللہ بن ادریس کے بغیر اگر کوئی نقل کرے گا تو وہ معتبر نہیں ہوگا جب ان میں سے کچھ بھی نہیں تو پھر اس پر اعتراض ہی کیا ہے۔ جناب عاصم بن کلیب سے ان الفاظ کو امام سفیان ثوری علیہ الرحمہ نقل کرتے ہیں جو کہ ثقہ ثبت جن کی جلالت شان پر سب کا اتفاق ہے بلکہ سفیان ثوری عبداللہ بن ادریس سے زیادہ ثبت ہیں تو پھر ترجیح حضرت سفیان ثوری کی حدیث کو ہونی چاہیے۔ حالانکہ اصل بات یہ ہے کہ عبداللہ بن ادریس نے جو عاصم بن کلیب سے حدیث روایت کی ہے وہ حدیث اور ہے اور یہ ترک رفع یدین کی حدیث اور ہے جو عبداللہ بن ادریس کی حدیث ہے اس میں یہ الفاظ ہیں کہ علمنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الصلوٰۃ کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز سکھائی جبکہ حضرت سفیان نے جو عاصم بن کلیب سے روایت کی ہے اس میں یہ الفاظ نہیں ہیں۔ جناب عبداللہ بن ادریس کی حدیث میں تطبیق کا ذکر ہے جبکہ حضرت سفیان کی حدیث میں تطبیق کا ذکر نہیں۔

جناب عبداللہ بن ادریس کی حدیث میں حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر بھی ہے جبکہ جناب سفیان کی حدیث میں حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر بھی نہیں ہے، تو جب فرق ظاہر ہے کہ یہ دو حدیثیں ہیں اور الگ الگ ہیں نہ کہ ایک۔ جب یہ حدیثیں ہی دو مختلف ہیں تو پھر یہ اعتراض ہی کیسا ہے۔ پھر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے جزء رفع یدین کے ص 28 پر حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ترک رفع یدین بیان کی پھر اس پر اعتراض کیا کہ

یزید بن ابی زیاد سے قدیم السماع ثم لم یعد کا جملہ روایت ہی نہیں کرتے۔

یزید بن ابی زیاد کے قدیم السماع شاگردوں میں حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے حضرت سفیان ثوری، امام شعبہ، جناب زہیر کو شمار کیا ہے، جزء رفع یدین ص 30 امام بخاری کے فرمان کے مطابق جب سفیان ثوری یزید بن ابی زیاد سے قدیم السماع ہیں تو جناب سفیان ثوری کا یزید بن ابی زیاد سے ثم لا یعود یا اس کے ہم معنی الفاظ روایت کرنا ثابت ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

امام کبیر امام اجل حضرت امام طحاوی علیہ الرحمہ اپنی سند کے ساتھ یہ حدیث روایت فرماتے ہیں۔

حدثنا ابوبکرۃ قال ثنا مومل قال ثنا سفیان قال ثنا یزید بن ابی زیاد عن ابن ابی لیلیٰ عن البراء بن عازب قال، کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا کبر لافتتاح الصلوٰۃ رفع یدیہ حتی یکون ابہاماہ قریبا من شحمتی اذنیہ ثم لا یعود۔

(شرح معانی الآثار 1 ص 162 مطبوعہ مکتبہ حقانیہ ملتان)

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب تکبیر افتتاح کہتے تو رفع یدین کرتے کانوں کی لو کے قریب تک پھر دوبارہ کسی جگہ رفع یدین نہ کرتے۔ اس سند میں سفیان نے یزید بن ابی زیاد سے بسند مرفوع ثم لا یعود کا جملہ روایت کیا ہے اور امام بخاری علیہ الرحمہ یہ مانتے ہیں کہ سفیان، یزید بن ابی زیاد سے قدیم السماع ہے۔ جب سفیان ثوری علیہ الرحمہ یزید بن ابی زیاد سے قدیم السماع بھی ہیں اور ثم لا یعود کا جملہ بھی روایت کرتے ہیں تو پھر یہ تسلیم کیے بغیر چارہ نہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ پس واضح ہو گیا کہ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ کا اعتراض اس روایت پر درست نہیں۔ اس

کی سند میں پہلا راوی ابوبکرہ بکار بن قتیبہ ہے جو کہ امام طحاوی علیہ الرحمہ کے استاذ الحدیث ہیں اور صحیح ابن خزیمہ اور مسند ابوعوانہ کے راوی ہیں اور یہ مصر کے قاضی تھے اور ان کے فضائل بہت زیادہ ہیں جیسا کہ شیخ قاسم بن قطلو بغا حنفی علیہ الرحمہ نے تاج التراجم کے ص 19-20 پر فرمایا ہے۔

غیر مقلدین کے ممدوح علامہ عبدالحیٔ صاحب لکھنوی اپنی کتاب فوائد البھیہ ص 55 پر اس طرح فرماتے ہیں۔ وکان افقہ اھل زمانہ فی المذھب۔ یہ اپنے زمانے میں سب سے زیادہ فقیہ تھے مذہب میں۔ بعد چند سطور امام سیوطی کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ اس سے ابوعوانہ نے اپنی صحیح میں اور ابن خزیمہ نے روایت کی ہے پھر فرماتے ہیں۔ ولہ اخبار فی العدل والفقہ والنزاھۃ والورع۔ بعد چند سطور سروجی کی شرح ہدایہ کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ یہ اللہ کے خوف سے بہت زیادہ رونے والے تھے اور قرآن مجید کی تلاوت کرنے والے تھے اور ان کی قبر بڑی مشہور ہے اس کی زیارت کی جاتی ہے اور اس سے برکت حاصل کی جاتی ہے اور کہا گیا ہے کہ ان کی قبر کے پاس دعا قبول ہوتی ہے۔ ملخصاً (فوائد البھیہ ص 55)

واضح ہو گیا کہ ابوبکرہ بکار بن قتیبہ ثقہ راوی ہے۔

دوسرا راوی مومل بن اسماعیل ہے یہ اگرچہ مختلف فیہ ہے امام ذھبی کہتے ہیں کہ حافظ عالم ہے غلطی بھی کرتا ہے، ابن معین نے اس کو ثقہ کہا اور ابو حاتم نے کہا ہے سچا سنت میں سخت ہے۔ لیکن کثیر الخطا ہے اور بخاری نے کہا منکر الحدیث ہے، ابوزرعہ نے کہا اس کی حدیث میں خطا کثیر ہے اور ابو داؤد نے اس کا ذکر کیا تو اس کو بڑا جانا اور اس کی شان کو بلند کیا۔ (میزان الاعتدال 4 ص 228)

تو اگرچہ یہ راوی متکلم فیہ ہے لیکن ہے سچا جھوٹ نہیں بولتا اور ابن معین

نے اس کو ثقہ بھی کہا ہے تو یہ اس کی روایت قبول ہے کیونکہ اس کے کئی متابعات اور شواہد ہیں تو اپنے متابعات اور شواہد سے مل کر یہ حدیث قابل احتجاج ہے۔

اس سے اگلے راوی امام سفیان ثوری ہیں جو کہ بالاتفاق ثقہ ثبت امام جلیل ہیں اور ان کی حدیث حجت ہے۔

تو جب واضح ہو گیا کہ امام سفیان ثوری یزید بن ابی زیاد سے قدیم السماع ہیں اور وہ یزید بن ابی زیاد سے ثم لا یعود یا اس سے ہم معنی جملہ روایت کرتے ہیں تو پھر اس کی تصحیح میں کیا شک ہو سکتا ہے پس واضح ہو گیا کہ جزء رفع یدین میں اس حدیث پر جو اعتراض کیا گیا ہے وہ درست نہیں ہے۔

حدیث جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

امام بخاری علیہ الرحمہ نے پھر جزء رفع یدین کے ص 31 پر حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ذکر فرمائی جو کہ عندالاحناف نسخ رفع یدین پر دلیل ہے دیکھئے۔ مرقات ملا علی قاری 2 ص 275 البنایہ از امام عینی 2 ص 2.96 نصب الرایہ از امام زیلعی ص

پھر اس پر اعتراض کیا کہ یہ حدیث عند السلام ہاتھ اُٹھانے پر محمول ہے نہ کہ رکوع کے وقت رفع یدین پر مگر جو کچھ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے یہ ان کا اپنا خیال ہے جو کہ حقیقت کو بدل نہیں سکتا۔ یہ ایک حدیث نہیں بلکہ دو الگ الگ حدیثیں ہیں۔ عندالسلام اشارے کی حدیث الگ ہے اور نماز میں رفع یدین کی حدیث الگ ہے۔ اس کا مفصل جواب اسی کتاب کے حصہ دوم میں ملاحظہ فرمائیں۔

وہیں پر اس کے تمام اعتراضات کے جوابات مذکور ہیں۔

پھر جزٔ رفع یدین کے ص 33 پر حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا موقوف اثر روایت کیا۔ جس کا جواب کئی مرتبہ ہو چکا ہے تاہم اس سند کے بارے میں کچھ تفصیل حاضر ہے کہ اس کی سند اس طرح ہے۔

حدثنا محمود انا عبدالرزاق انا ابن جریج قال اخبرنی نافع.

اس سند کا پہلا راوی محمود ہے کہ محمود بن اسحاق الخزاعی ہے اس رسالہ کا روایت کرنے والا اور یہ مجہول ہے، محمود کہتا ہے کہ ہمیں خبر دی عبدالرزاق نے، عبدالرزاق جو کہ امام بخاری علیہ الرحمہ کے دادا استاد ہیں ان سے محمود کی ملاقات ثابت کی جائے۔

پھر اس کی سند میں ابن جریج ہے جو متکلم فیہ ہے جس نے نوے یا ستر عورتوں سے متع کیا تھا۔

(تہذیب التہذیب 3 ص 503 تذکرۃ الحفاظ 1 ص 128)

پھر یہ کہ موقوف حدیث غیر مقلدین کے نزدیک حجت نہیں جیسا کہ تفصیلاً گزر چکا ہے۔

الحاصل: یہ ہے کہ یہ اثر بھی ناقابل احتجاج ہے۔

اثر حسن بصری و محمد بن سیرین:

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے جزٔ رفع یدین کے ص 33 پر ایک اثر حضرت حسن بصری اور امام محمد بن سیرین کا نقل کیا ہے۔ جس کی سند اس طرح ہے۔ **حدثنا محمد بن مقاتل ثنا عبداللہ انباء هشام عن الحسن وابن سیرین انهما کانا یقولان اذا کبر احدکم للصلوٰة فلیرفع یدیه حین یکبر وحین یرفع راسه من الرکوع وکان ابن سیرین یقول هو من تمام**

الصلوٰۃ۔ (جزٔ رفع یدین ص 33-34)

ترجمہ: حسن بصری اور ابن سیرین دونوں فرماتے تھے کہ جب تم میں سے کوئی تکبیر کہے نماز کے لیے تو اسے رفع یدین کرنا چاہیے۔ (پھر) جب تکبیر کہے اور جب رکوع سے سر اُٹھائے اور ابن سیرین یہ فرماتے تھے کہ یہ (یعنی رفع یدین) نماز کی تمامیت سے ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ:

یہ اثر بھی غیر مقلدین کو مفید نہیں کیونکہ یہ اثر مقطوع ہے یعنی تابعی کا قول وفعل ہے۔ غیر مقلدین کے نزدیک تو صحابی کا قول وفعل حجت نہیں بلکہ مرسل حدیث بھی حجت نہیں۔ اگرچہ مرسل حدیث حضرت امام مالک احمد بن حنبل حضرت امام ابوحنیفہ اور تائید شدہ مرسل امام شافعی کے نزدیک حجت ہے تو جن کے نزدیک مرسل حجت نہیں اور موقوف آثار حجت نہیں ان پر تعجب ہے وہ تابعی کا قول وفعل کیسے پیش کرنے کی جسارت کرتے ہیں۔

کیا ہمیں بھی تابعین کرام کے اقوال و افعال پیش کرنے کی اجازت ہے یا نہیں اگر ہمارے لئے جائز نہیں تو تمہارے لئے کیونکر جائز ہو گا۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تابعی ہیں اور ان کے نزدیک ترک رفع یدین سنت ہے سوائے تکبیر افتتاح کے۔ حضرت امام ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ سوائے تکبیر افتتاح کے رفع یدین سے منع کرتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ 2 ص 236 کتاب الآثار ص 174)

پھر حضرت حسن بصری اور ابن سیرین کے اثر کی سند میں بھی کلام ہے۔

اس میں حسن بصری اور ابن سیرین سے راوی ہشام ہے۔ یہ ہشام بن حسان ازدی ہے اگرچہ حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ نے تہذیب میں اس کی ثقات بھی بیان کی ہے تاہم۔ ابن علیہ کہتے ہیں کہ ہم ہشام بن حسان کو حسن کی روایت

میں کوئی شئی شمار نہیں کرتے تھے۔ (یہ بھی اس نے حسن سے روایت کی ہے) (امام) یحیٰی اس کی حدیث کو ضعیف کہتے تھے جو عطا سے روایت ہے۔

جریر بن حازم نے کہا کہ میں حضرت حسن کے پاس سات سال تک رکا ہوں میں نے کبھی اس کو حسن کے پاس نہیں دیکھا۔

عمرو بن عبید نے کہا کہ میں نے ہشام کو کبھی بھی حسن کے پاس نہیں دیکھا۔ معاذ بن معاذ نے کہا کہ شعبہ اس کی روایت سے بچتے تھے جس کو عطاء یا حسن سے اس نے روایت کیا ہو۔

(کتاب الضعفاء کبیر عقیلی 4 ص 336 تا 337) ملخصاً

تو جب یہ اثر ہی صحیح ثابت نہ ہوا تو پھر یہ کہنا بھی صحیح نہ ہوا کہ رفع یدین نماز کی تمامیت میں سے ہے۔

پھر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے جزء رفع یدین کے ص 34 پر حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث بیان کی ہے۔ اس کا جواب بخاری شریف کی روایات میں مفصل مذکور ہو چکا ہے۔ پھر ص مذکورہ پر ہی امام بخاری نے حضرت عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمہ کا رفع یدین کرنا ذکر فرمایا ہے اور فرمایا کہ وہ اپنے زمانے میں سب سے بڑے تھے۔

امام بخاری علیہ الرحمہ نے اس اثر کی سند ذکر نہیں فرمائی کیونکہ امام بخاری علیہ الرحمہ کی حضرت عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمہ سے ملاقات ہی ثابت نہیں اگر اس کی سند ذکر ہوتی تو اس کے لئے کچھ عرض کیا جاتا۔ بے سند باتوں کا کیا اعتبار ہے۔

پھر اس میں نہ رکوع کا ذکر نہ رکوع کے بعد کا ذکر نہ تیسری رکعت کی ابتداء میں رفع یدین کا ذکر۔

امام بخاری علیہ الرحمہ کا یہ فرمانا کہ یہ اپنے زمانے میں سب سے بڑے تھے لیکن آپ کو یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اپنے زمانے کے اس بڑے امام نے اپنی سند ثقہ کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ترکِ رفع یدین کی بھی بیان کی ہے۔ دیکھئے نسائی شریف 1 ص 117۔

تو پھر اس اپنے زمانے کے بڑے امام کی اس روایت ترک رفع یدین کو ضعیف کہتے وقت بھی اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ یہ اپنے زمانے کا سب سے بڑا امام ہے۔ جب یہ ترکِ رفع یدین کی روایت کرے تو اس اپنے زمانے کے بڑے امام کی حدیث کو کیوں ضعیف کہا جاتا ہے کیا یہ اس وقت اپنے زمانے کا امام نہ رہا یا پہلے ثقہ تھا پھر بعد میں قابل احتجاج نہ رہا۔ معاذ اللہ۔

پھر اس اپنے زمانے کے بڑے امام نے امام شعبی علیہ الرحمہ سے بھی ترک رفع یدین روایت کیا ہے۔ جنہوں نے پانچ سو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زیارت کی ہے۔

امام بخاری و مسلم کے استاذ الحدیث امام ابن ابی شیبہ اپنے مصنف میں روایت کرتے ہیں۔ حدثنا ابن مبارک عن اشعث عن الشعبی انہ کان یرفع یدیہ فی اول التکبیر ثم لا یرفعھما۔

(مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 236)

ترجمہ: (امام) شعبی علیہ الرحمہ پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین کرتے تھے پھر دوبارہ نہیں کرتے تھے۔ اس کی سند میں پہلا راوی یہ اپنے زمانے کا بڑا امام عبداللہ بن مبارک ہی ہے۔

اس کی سند میں دوسرا راوی اشعث بن سوار ہے۔ وہ اگرچہ مختلف فیہ ہے تاہم سفیان ثوری کہتے ہیں کہ اشعث، مجالد سے زیادہ ثبت ہے۔

الدوری نے ابن معین سے بیان کیا ہے کہ اشعث بن سوار مجھے اسماعیل بن مسلم سے زیادہ محبوب ہے اور اس نے شعبی سے سماع کیا ہے۔ ابن الدورقی نے ابن معین سے اس کا ثقہ ہونا بیان کیا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ اس کی حدیث کو امام مسلم نے متابعات میں ذکر کیا ہے۔ ابن شاہین نے ثقات میں اسے صدوق کہا ہے۔ امام بزار کہتے ہیں کہ ہم نہیں جانتے کہ اس کی حدیث کو کسی نے ترک کیا ہو سوائے اس شخص کے جو کہ قلیل المعرفت ہے۔ ملخصاً

(تہذیب التہذیب 1 ص 223 تا 224)

امام شعبی سے ترکِ رفع یدین جناب عبدالملک بھی بیان کرتے ہیں دیکھئے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 237)

تو جب ابن مبارک علیہ الرحمہ ترک رفع یدین بھی بیان کرتے ہیں تو پھر آپ کی اس بات کو بھی تسلیم کرنا چاہیے پھر امام بخاری علیہ الرحمہ نے ص 35 پر ایک اثر نقل کیا ہے جس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عبداللہ بن عمر نیک آدمی ہیں۔

بے شک آپ جلیل القدر صحابی ہیں ہمارا تو تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں ہی یہی عقیدہ ہے۔

پھر امام بخاری علیہ الرحمہ نے صفحہ مذکور پر حدیث وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں طعن کرنے والے کو کہا (من لا یعلم) وہ جو نہیں جانتا۔ امام بخاری علیہ الرحمہ نے یہ طعن کس پر کیا ہے اور اس کی زد میں کون کون آتا ہے اس کی تفصیل حاضر ہے۔

امام احمد بن حنبل کی نظر میں حدیثِ وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

امام ابن عبدالبر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ نے فرمایا۔

ولا انا اذهب الى حديثِ وائل بن حجر لانه مختلف فى الفاظهٖ

(التمہید لابن عبدالبر 9 ص 224)

ترجمہ: کہ میں حدیثِ وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر عمل نہیں کرتا۔

امام ابن عبدالبر کی نظر میں حدیثِ وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

امام ابن عبدالبر علیہ الرحمہ کی دیکھئے التمہید 9 ص 227 پر آپ نے بھی حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حدیثِ وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اچھا جانا ہے۔

امام ابراہیم نخعی تابعی کی نظر میں حدیثِ وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

جب آپ کے سامنے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیثِ رفع یدین پیش کی گئی تو آپ نے نہ صرف یہ کہ اسے مسترد کر دیا بلکہ غضب ناک بھی ہو گئے اور حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کو مسترد کر دیا اور سوائے تکبیر افتتاح کے رفع یدین کے منع کر دیا۔ دیکھئے تفصیل کے لئے۔

موطا امام محمد ص 90 دار قطنی 1 ص 394 مسند امام اعظم ص 47 شرح معانی الآثار 1 ص 162-163 وغیرہ۔

بس ثابت ہو گیا کہ امام کا یہ اعتراض ڈائریکٹ حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ اور امام ابن عبدالبر علیہ الرحمہ اور ثقہ تابعی بخاری شریف کے راوی امام ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ پر ہے جو کہ کسی طرح بھی جائز نہیں۔ تعجب ہے کہ حضرت

امام بخاری علیہ الرحمہ امام ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ پر اعتراض بھی کرتے ہیں (ان کو بے علم کہتے ہیں) اور پھر بخاری شریف میں ان سے نہ صرف یہ کہ روایات بیان کرتے ہیں بلکہ کئی جگہ پر ان کے قول سے استناد کرتے ہیں۔ دیکھئے بخاری شریف 1 ص 37-84-170-180 وغیرہ پر امام نے ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ کے اقوال پیش کئے ہیں۔

تو پھر رفع یدین کے بارے میں بھی امام کو ان کے قول کا انکار نہیں کرنا چاہیے تھا۔ پھر امام بخاری علیہ الرحمہ نے جزٔ رفع یدین کے ص 37 پر ایک بے سند واقعہ ذکر کیا ہے، جناب ابن مبارک علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ میں (حضرت) نعمان بن ثابت (علیہ الرحمہ) کے پہلو میں نماز پڑھ رہا تھا اور میں نے رفع یدین کیا۔ تو حضرت (امام اعظم) نے فرمایا کہ میں نے خوف کیا کہ کہیں تو اُڑ نہ جائے۔ تو انہوں نے کہا کہ جب میں پہلی مرتبہ نہیں اُڑا تو پھر دوسری مرتبہ کیونکر اُڑوں گا امام وکیع نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو ابن مبارک پر وہ کتنے حاضر جواب تھے کہ آپ نے (امام) کو لاجواب کر دیا۔

اس کے متعلق پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ سارا واقعہ ہی بے سند ہے جزٔ رفع یدین میں اس کی سند نہیں ہے، بے سند باتوں کا کیا اعتبار، البتہ سنن کبریٰ میں اس کی سند ہے لیکن اس کی سند میں کئی مجہول راوی ہیں جیسا کہ علامہ ابن ترکمانی نے جوہر نقی میں فرمایا ہے، تو ایسے مجہول راویوں اور بے سند روایات کو پیش کرنا کتنے تعجب کی بات ہے اور کہاں کا انصاف ہے۔

پھر حضرت امام بخاری نے جزٔ رفع یدین کے ص 37 پر حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا موقوف اثر بیان کیا ہے۔ اس کا جواب بھی ہو چکا ہے تاہم اس کے متعلق:

حدثنا ابو النعمان ثنا عبدالواحد بن زیاد ثنا محارب بن دثار قال رائیت عبداللہ بن عمر اذا افتتح الصلوٰۃ کبر ورفع یدیہ واذا اراد ان یرکع رفع یدیہ واذا رفع راسہ من الرکوع۔

(جزٔ رفع یدین ص 37-38)

ترجمہ: محارب بن دثار نے کہا کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا جب نماز شروع کی رفع یدین کیا اور رکوع کا ارادہ کیا تو رفع یدین کیا جب رکوع سے سر اُٹھایا تو رفع یدین کیا۔

اس کا جواب:

یہ ہے کہ یہ اثر حضرت مجاہد علیہ الرحمہ کے اثر کے مخالف ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس میں غیر مقلدین کا مکمل موقف ہی نہیں۔ تیسری بات یہ ہے کہ موقوف آثار خود غیر مقلدین حضرات کے نزدیک حجت نہیں۔ چوتھی بات کہ اس کی سند بھی محفوظ نہیں بلکہ مجروح ہے ملاحظہ فرمائیں۔

اس کی سند میں عبدالواحد بن زیاد ابو بشر العبدی ہے جو کہ ضعیف ہے۔

عقیلی نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا ہے کہ یحییٰ بن سعید نے کہا کہ میں نے عبدالواحد بن زیاد کو کبھی بھی حدیث طلب کرتے نہیں دیکھا نہ بصرہ میں نہ ہی کوفہ میں۔

عثمان بن سعید نے کہا کہ میں نے یحییٰ سے عبدالواحد بن زیاد کے بارے میں سوال کیا تو کہا۔ یہ راوی کوئی شئی نہیں ہے۔ ملخصاً

(ضعفاء کبیر عقیلی 3 ص 55)

علامہ ذھبی لکھتے ہیں۔ صدوق یغرب۔ سچا ہے لیکن غریب روایت بیان

کرتا ہے۔قال ابن معین لیس بشئی۔ابن معین نے کہا یہ کچھ بھی نہیں ہے۔

ابوداؤد طیالسی نے کہا اعمش جن احادیث کو مرسل بیان کرتے تھے یہ ان تمام کو موصول بیان کرتا تھا اور ابن القطان نے بھی اس کو کمزور قرار دیا۔

(المغنی فی الضعفآء للذھبی 2 ص 19)

علامہ ابن جوزی کہتے ہیں۔

قال یحیی: لیس بشئی۔(امام) یحیٰ نے کہا یہ کچھ بھی نہیں ہے۔

ابوداؤد نے کہا اعمش جن کو مرسل روایت کرتا تھا یہ اس کو موصول بیان کرتا تھا۔(کتاب الضعفآء والمترکین لابن الجوزی 2 ص 155)

واضح ہوگیا کہ یہ راوی ضعیف ہے۔

اس کی سند میں ایک راوی محارب بن دثار بھی ہے یہ بھی متکلم فیہ ہے۔

علامہ ذھبی لکھتے ہیں کہ کئی حضرات نے اس کو ثقہ کہا ہے۔لیکن ابن سعد نے کہا کہ محدثین اس سے حجت نہیں پکڑتے۔یہ محارب بن دثار حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان کی گواہی نہیں دیتا تھا۔

(ملخصا میزان الاعتدال 3 ص 441)

اب آپ خود غور کریں کیا ایسے شخص کی روایت حجت ہوسکتی ہے جو حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گستاخ ہو۔

پھر اس کی سند میں ابوالنعمان محمد بن فضل عارم ہے۔آخر عمر میں اس کی عقل زائل ہوگئی تھی۔حافظہ بگڑ گیا تھا یہ نہیں جانتا تھا کہ کیا بیان کر رہا ہے۔دیکھئے تہذیب التہذیب 5 ص 257 تا 258۔

پس واضح ہوگیا کہ یہ اثر بھی صحیح نہیں ہے۔

پھر امام نے جزٔ رفع یدین کے ص 36 پر حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک اور اثر نقل فرمایا۔

لیکن اس کی سند میں عباس بن ولید تھا جو کہ ضعیف ہے۔جلال پور پیر والوں نے عباس کو عیاش بن ولید سے بدل دیا اور یوں اس تحریف کا ثبوت دیا۔تحریف بھی کر دی اور مطلب بھی پورا نہ ہوا۔وہ اس طرح کہ اس میں غیر مقلدین کا مکمل موقف ہی نہیں ہے۔نہ تیسری رکعت کی رفع یدین اور نہ ہی سجدوں کی نفی۔

پھر اس کے مرفوع ہونے میں ہی اختلاف ہے اس کا تفصیلی جواب بخاری کی احادیث کے جواب میں مذکور ہے۔وہیں پر ملاحظہ فرمائیں۔

پھر امام نے جزٔ رفع یدین کے ص 38 پر ہی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک اور موقوف اثر پیش کیا ہے جس کی سند اس طرح ہے۔

حدثنا ابراھیم بن المنذر ثنا معمر ثنا ابراھیم بن طھمان عن ابی الزبیر قال رأیت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

لیکن یہ اثر بھی سنداً ضعیف ہے اس کی سند میں ایک راوی۔ابراھیم بن منذر ہے ملاحظہ فرمائیں۔اگرچہ اس کی بعض نے توثیق بھی کی ہے تاہم امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ اس میں کلام کرتے تھے اور اس کی مذمت کرتے تھے۔زکریا ساجی کہتے ہیں کہ اس کے پاس منکر روایات ہیں۔

(ملخصا: تہذیب التہذیب 1 ص 108-109 مطبوعہ بیروت لبنان)

علامہ ذھبی میزان میں لکھتے ہیں کہ اس نے امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کو سلام کیا لیکن آپ نے اس کے سلام کا جواب بھی نہیں دیا۔زکریا ساجی نے کہا کہ اس کے پاس منکر روایات ہیں۔ (میزان الاعتدال 1 ص 67)

اس کی سند میں ایک راوی ابراھیم بن طھمان ہے یہ بھی ضعیف ہے۔

علامہ ذھبی لکھتے ہیں۔ ثقہ مشہور ہے لیکن محمد بن عبداللہ بن عمار نے اس کوضعیف قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ یہ راوی مضطرب الحدیث ہے۔ جوزجانی نے کہا فاضل ہے ارجآء کے ساتھ متھم کیا گیا ہے۔ المغنی فی الضعفآء 1 ص 32۔

علامہ ابن جوزی کہتے ہیں۔ آدمی نیک ہے لیکن محمد بن عبداللہ بن عمار نے کہا ہے کہ یہ ضعیف اور مضطرب الحدیث ہے۔

(کتاب الضعفآء والمتروکین 1 ص 36)

واضح ہوگیا کہ یہ اثر بھی سنداً صحیح نہیں۔ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے ص 38 پر حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک اور اثر نقل کیا ہے۔

حدثنا عبداللہ بن صالح ثنا اللیث حدثنی نافع ابن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کان اذا استقبل الصلٰوۃ یرفع یدیہ و اذا رکع و اذا راسہ من الرکوع و اذا قام من السجدتین کبر و رفع یدیہ.

(جزٔ رفع یدین ص 38 مطبوعہ جلال پور پیروالہ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب نماز شروع کرتے تو رفع یدین کرتے اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اُٹھاتے اور جب دو سجدوں سے کھڑے ہوتے تو بھی رفع یدین کرتے۔

اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ یہ اثر خود غیر مقلدین کے خلاف ہے کیونکہ اس میں دوسجدوں سے کھڑے ہونے کے بعد رفع یدین ہے جس کے وہابی خود منکر ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس کی سند بھی مجروح ہے ملاحظہ فرمائیں۔

اس کی سند میں لیث بن ابی سلیم ہے جو کہ سخت ضعیف ہے۔

امام احمد نے فرمایا۔ یہ راوی مضطرب الحدیث ہے۔

قال یحیی والنسائی ضعیف۔ یحیٰی اور نسائی نے کہا یہ ضعیف ہے۔

قال ابن حبان اختلط فی آخر عمرہ۔ ابن حبان نے کہا کہ آخر عمر میں مختلط ہوگیا تھا۔

قال مومل بن الفضل سالت عیسی بن یونس عن لیث فق ل قدرأیتہ و کان قد اختلط۔

مومل نے کہا میں نے لیث کے متعلق عیسیٰ بن یونس سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میں نے اسے دیکھا ہے وہ اختلاط کا شکار ہوگیا تھا۔

(میزان الاعتدال 3 ص 421)

پس واضح ہوگیا کہ یہ اثر بھی سنداً صحیح نہیں ہے۔

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے جزٔ رفع یدین کے ص 38 پر ایک مرفوع حدیث حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کی ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کا جواب بخاری شریف کی احادیث میں ہو چکا ہے وہیں پر ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت امام نے ص 39 پر پھر حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔ جواب گذشتہ اوراق میں۔

صفحہ مذکورہ پر امام نے پھر حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوع حدیث بیان کی۔ اس کا جواب بھی بخاری شریف کی روایات کے جواب میں گزر چکا ہے۔ وہیں پر ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت امام نے پھر صفحہ مذکور پر ہی ایک منقطع اثر نقل کیا ہے۔ ابو قلابہ رفع یدین کرتے تھے اور اس کو حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے تھے۔

اس میں انقطاع ہے جو کہ خود غیر مقلدین کے نزدیک بھی حجت نہیں۔

اس میں محمود بن اسحاق جو کہ مجھول ہے وہ کہتا ہے کہ ابن علیہ نے کہا۔ محمود کا ابن علیہ سے سماع ثابت کیا جائے۔ پھر اس میں ابو قلابہ خود متکلم فیہ ہے۔ یہ مدلس ہے

اور یہ روایت عن سے ہے جو کہ حجت نہیں ہے۔ اس کا مفصل جواب بخاری کی روایات میں بھی گزر چکا ہے۔ وہیں پر تفصیلاً ملاحظہ کریں۔ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے جزٗ رفع یدین کے ص 40 پر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا موقوف اثر نقل کیا ہے جو اس طرح ہے۔

اثر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

امام بخاری فرماتے ہیں کہ:

اخبرنا عبداللہ بن محمد انا ابو عامر ثنا ابراهيم بن طهمان عن ابی الزبير عن طاؤس ان ابن عباس كان اذا قام الى الصلوٰة رفع يديه حتى يحاذى اذنيه واذا رفع راسهٗ من الركوع واستوى قائما فعل مثل ذلک. (جزٗ رفع یدین ص40 مطبوعہ جلال پور پیروالہ)

ترجمہ: جناب طاؤس روایت کرتے ہیں کہ بے شک ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کھڑے ہوتے نماز کے لئے تو رفع یدین کرتے کانوں تک اور جب رکوع سے سر اٹھاتے اور سیدھے کھڑے ہو جاتے تو اسی طرح کرتے۔

اس کا جواب:

یہ ہے کہ یہ اثر سنداً مجروح ہونے کے ساتھ غیر مقلدین وہابیہ کے مخالف بھی ہے کیونکہ اس میں کانوں تک رفع یدین کرنے کا بیان ہے جبکہ غیر مقلدین حضرات صرف کندھوں تک، دوسری بات یہ ہے کہ اس میں صرف دو جگہ رفع یدین ہے ابتداء کے وقت اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد۔ نہ رکوع جاتے وقت رفع یدین کا ذکر نہ ہی تیسری رکعت کی ابتداء میں رفع یدین کا ذکر نہ ہی۔ سجدوں کی رفع یدین کی نفی۔ تو غیر مقلدین وہابیہ کو اس اثر سے کیا فائدہ۔ پھر اس کی سند بھی مجروح ہے اس میں ابراہیم بن طھمان راوی ضعیف ہے۔ محدث محمد

بن عبداللہ بن عمار نے اس کو ضعیف مضطرب الحدیث قرار دیا ہے۔

(المغنی فی الضعفآء للذھبی 1 ص 32)

علامہ ابن جوزی لکھتے ہیں کہ محمد بن عبداللہ بن عمار نے اس کو ضعیف اور مضطرب الحدیث قرار دیا ہے۔ (کتاب الضعفآء للذھبی 1 ص 32)

پھر امام بخاری علیہ الرحمہ نے ایک اثر ص 40 پر نقل کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفع یدین کرتے تھے کندھوں تک ابتدا کے وقت اور رکوع کے وقت۔ اس کی سند اس طرح ہے۔

حدثنا محمد بن مقاتل انا عافية انا اسماعيل حدثنی صالح بن كيسان عن الاعرج عن ابی هريرة رضی الله تعالىٰ عنه ....

حدیثِ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جواب ابوداؤد کی احادیث میں گزر چکا ہے تاہم کچھ اس سند کے بارے میں عرض کیا جاتا ہے۔

اس کی سند میں اسماعیل بن عیاش ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ نے تہذیب میں اس پر جرح و تعدیل کے اقوال نقل کیے جس کا خلاصہ یہ ہے۔

اسماعیل بن عیاش جب اہل شام میں سے کسی سے، روایت کرے تو یہ ثقہ ہے۔ اور جب اہل مدینہ یا کسی اور شہر والے سے روایت کرے تو اس کی حدیث حجت نہیں ہوتی۔ تفصیل کے لئے دیکھئے تہذیب تہذیب 1 ص204 تا 206 مطبوعہ بیروت لبنان۔

زیر بحث روایت میں اس نے صالح بن کیسان سے روایت کی ہے اور وہ اہل مدینہ سے ہیں اور اہل مدینہ سے یہ جب روایت کرے تو حجت نہیں ہوتا پس واضح ہو گیا کہ یہ روایت حجت نہیں ہے۔ نہ اس سے استدلال درست ہے۔

پھراس میں صرف دو جگہ کا رفع یدین مذکور ہے۔ نماز شروع کرتے وقت اور رکوع جاتے وقت۔ اگر کوئی شخص صرف دو جگہ ہی رفع یدین کرے تو کیا غیر مقلدین کے نزدیک اس کی نماز سنتِ نبوی کے مطابق ہوگی یا نہیں۔ اگر نہیں ہوگی تو پھر اس روایت کا پیش کرنا ہی بے سود اگر سنت کے مطابق ہوگی تو پھر ان روایات کا کیا مطلب ہوگا جن میں اس سے زیادہ مرتبہ رفع یدین کا ذکر ہے۔ الغرض یہ روایت کسی طرح بھی حجت نہیں ہے۔

پھر امام بخاری علیہ الرحمہ نے اس روایت سے متصل اسی سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ علیہ کی موقوف روایت کی ہے۔ اس کی سند میں بھی یہی اسماعیل بن عیاش ہے اور اس کا جواب گذشتہ اوراق میں گزر بھی چکا ہے۔

پھر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے ص 42 پر ایک تابعی حضرت نعمان بن ابی عیاش علیہ الرحمہ کا قول درج فرمایا ہے کہ ہر شئی کی ایک زینت ہوتی ہے اور نماز کی زینت رفع یدین ہے ابتداء نماز کے وقت، رکوع کے وقت، رکوع کے بعد۔

لیکن اس روایت سے بھی غیر مقلدین کو کیا فائدہ جو لوگ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے قول وفعل کو حجت نہیں مانتے وہ کس منہ سے تابعی کا قول پیش کرتے ہیں۔ تو جو روایت خود ان کے اپنے ہاں حجت نہیں وہ ہمارے خلاف کیوں پیش کرتے ہیں یہ سوائے دھوکہ دہی اور دجل وفریب کے اور کیا ہوسکتا ہے۔

اگر یہ بات نہیں تو کیا ہمیں بھی تابعین کرام کے اقوال و افعال پیش کرنے کی اجازت ہوگی یا نہیں۔ اگر نہیں تو پھر تمہارے لئے یہ کیونکر جائز ہوگا۔

پھر حضرت امام نے اسی صفحہ مذکورہ پر قاسم بن مخیمرہ کا قول نقل کیا ہے، جس میں رکوع اور بعد رکوع کا ذکر نہیں۔ البتہ تکبیر اور جھکنے کے وقت رفع یدین کا ذکر ہے جو سجدوں کو بھی شامل ہے۔ جس کے غیر مقلدین خود بھی منکر ہیں۔ پھر یہ

قاسم بن مخیمرہ بھی تابعی ہیں اور تابعی کا قول وفعل غیر مقلدین کے ہاں حجت نہیں۔ تو پھر اس سے استدلال بھی درست نہیں۔ پھر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے اسی صفحہ مذکورہ پر ایک اثر بیان فرمایا ہے جس میں حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت ابوسعید خدری اور حضرت ابن عباس اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے رفع یدین کرنے کا ذکر ہے۔ ابتدا نماز کے وقت رکوع کے رقت اور بعد رکوع کے۔ اس کی سند اس طرح ہے۔

حدثنا محمد بن مقاتل عن عبداللہ ناشریک عن لیث عن عطاء قال رایت جابر بن عبداللہ وابا سعید الخدری وابن عباس وابن الزبیر یرفعون ایدیھم حین یفتتحون الصلوٰۃ واذا ارکعوا واذا رفعوا رؤسھم من الرکوع۔ (جزء رفع یدین ص 42 مطبوعہ جلال پور پیروالہ)

اس اثر میں غیر مقلدین وہابیہ نے خیانت بھی کی ہے لیکن اثر مذکورہ پھر بھی صحیح نہ ہوسکا اس کو کہتے ہیں۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم — نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

اس کی سند اس طرح شروع ہوتی تھی۔ حدثنا مقاتل۔ غیر مقلدین وہابیہ نے اس کو مقاتل کی بجائے محمد بن مقاتل بنا دیا کیونکہ مقاتل ضعیف متروک الحدیث تھا اور محمد بن مقاتل ثقہ تھا۔ لیکن اس کی سند میں ایک راوی شریک ہے جو کہ خود غیر مقلدین کے نزدیک ضعیف ہے۔ ایک راوی لیث ہے وہ بھی سخت ضعیف ہے۔ یہ لیث ابن ابی سلیم ہے، امام احمد فرماتے ہیں کہ اس کی حدیث مضطرب ہے۔ امام یحییٰ اور نسائی نے کہا یہ ضعیف ہے۔ ابن حبان نے کہا آخر عمر میں مختلط ہوگیا تھا۔ عیسیٰ بن یونس نے کہا یہ مختلط ہوگیا تھا۔

(میزان الاعتدال 3 ص 420-421)

تو واضح ہو گیا کہ یہ اثر بھی صحیح نہیں ہے جب یہ صحیح نہ ہوا تو حضرت ابو سعید خدری، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا رفع یدین کرنا بھی ثابت نہ ہوا۔ پھر حضرت امام نے صفحہ مذکورہ پر ایک اور اثر نقل کیا جس میں تابعی سالم بن عبداللہ اور قاسم بن محمد اور عطاء اور مکحول کا رفع یدین کرنا مذکور ہے۔ ابتداء کے وقت اور عند الرکوع اور بعد الرکوع اس کی سند اس طرح ہے۔

حدثنا محمد بن مقاتل انا عبدالله انبا عكرمة بن عمار قال رائيت

اس کی سند مجروح ہونے کے ساتھ ساتھ یہ تابعین کا فعل ہے جو کہ خود غیر مقلدین کے ہاں حجت نہیں ہے۔ اس کی سند میں عکرمہ بن عمار ہے جو کہ ضعیف ہے۔ قال ابو حاتم صدوق ربما يهم. قال احمد بن حنبل ضعيف الحديث. (میزان الاعتدال 3 ص90)

ابو حاتم نے کہا یہ ہے کہ تو سچا لیکن وہمی ہے، امام احمد بن حنبل نے فرمایا یہ ضعیف الحدیث ہے۔ ابن معین نے اگرچہ اس کی توثیق کی ہے لیکن امام بخاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

لم يكن له كتاب فاضطرب حديثه۔ اس کی کتاب نہیں ہے اور اس کی حدیث مضطرب ہے۔ المغنی فی الضعفاء للذھبی 2 ص67 مطبوعہ بیروت لبنان، علامہ ابن الجوزی نے کہا کہ:

قال يحيىٰ بن سعيد: احاديث ضعاف ليس بصحاح . قال احمد، احاديثه ضعاف. وقال يحيىٰ بن معين هو ثقة ثبت: كتاب الضعفاء والمتروكين لابن الجوزی 2ص185.

یحیٰی بن سعید نے کہا اس کی حدیث ضعیف ہیں۔ امام احمد نے فرمایا اس کی حدیثیں ضعیف ہیں۔ یحیٰی بن معین نے کہا یہ ثقہ ثبت ہے۔

اس تفصیل سے واضح ہو گیا کہ یہ راوی ضعیف ہے خود امام بخاری علیہ الرحمہ کی نظر میں اس کی حدیث مضطرب ہے۔ مضطرب حدیث عند المحدثین بالاتفاق ضعیف اور ناقابل احتجاج ہوتی ہے۔

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے ص 43 پر ایک اور مقطوع اثر نقل کیا۔ جس میں حضرت عطاء اور حضرت مجاہد اور حضرت نافع اور حضرت طاؤس کا رفع یدین کرنا مذکور ہے۔ اس کی سند اس طرح ہے۔ وقال جرير عن ليث عن عطاء و مجاهد.......... اس کی مکمل سند مذکور نہیں ہے بلکہ یہ سند جریر سے شروع ہے۔ قال جریر۔ کا فاعل کون ہے مذکور نہیں۔ پھر یہ تابعین کا فعل ہے جو کہ خود غیر مقلدین کے ہاں حجت نہیں۔ پھر اس کی سند میں لیث ہے جو کہ انتہائی ضعیف ہے۔ امام احمد نے فرمایا اس کی حدیث مضطرب ہے۔ امام یحیٰی اور نسائی نے کہا یہ ضعیف ہے۔ ابن حبان نے کہا آخر عمر میں خراب حافظہ کی وجہ سے اختلاط کا شکار ہو گیا تھا۔ (میزان الاعتدال 3 ص420-421)

پھر امام نے اسی پر حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رفع یدین کرنا نقل کیا ہے۔ جس کی سند اس طرح ہے حدثنا موسىٰ ابن اسماعيل ثنا عبدالواحد بن زياد ثنا عاصم قال رايت انس بن مالك رضى الله تعالىٰ عنه اذا افتتح الصلوٰة كبر ورفع يديه ويرفع يديه كلما ركع و رفع راسه من الركوع۔

پھر امام نے اسی صفحہ مذکورہ پر عن ليث عن ابن عمر وسعيد بن جبير وطاؤس و اصحابه۔ کے ساتھ اس کا رفع یدین کرنا بیان کیا۔ بلا سند۔ حجت نہیں ہے اور لیث ضعیف ہے اس پر جرح آپ پڑھ چکے ہیں۔

(جز رفع یدین ص 43 مطبوعہ جلال پور پیروالہ)

اس کا جواب:

یہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کا جواب ابن ماجہ کی روایت میں گزر چکا ہے وہ تفصیلاً وہیں پر ملاحظہ فرمائیں۔

تاہم کچھ عرض بھی کیا جاتا ہے۔ یہ روایت موقوف ہے اور موقوفات صحابہ۔ غیر مقلدین کے نز:یک حجت نہیں۔ پھر اس کی سند بھی صحیح نہیں اس کی سند میں ایک راوی عبدالواحد بن زیاد ہے جو کہ ضعیف ہے۔

عثمان بن سعید کہتے ہیں کہ میں نے اس راوی کے متعلق یحییٰ سے پوچھا تو انہوں نے کہا یہ کوئی شئی نہیں ہے۔ (میزان الاعتدال 2 ص 672)

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے پھر ص 43 پر حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث بیان کی ہے۔ اس کا جواب بخاری شریف کی روایات میں گزر چکا ہے وہیں پر مفصلاً ملاحظہ فرمائیں۔

پھر امام بخاری علیہ الرحمہ نے صفحہ مذکورہ پر امام عبدالرحمٰن بن مهدی کا قول نقل کیا ہے۔ جو انہوں نے ربیع بن صبیح سے روایت کیا ہے کہ میں نے محمد (بن سیرین) اور حسن اور ابونضرہ، قاسم بن محمد، عطا، طاؤس، مجاہد، حسن بن مسلم، نافع، ابن ابی نجیح کو دیکھا جب وہ نماز شروع کرتے تو رفع یدین کرتے اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع یدین کرتے۔

(جزء رفع یدین ص 43)

اس کا جواب یہ ہے کہ جب غیر مقلدین کے ہاں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا قول وفعل حجت نہیں تو تابعین کرام کے اقوال وافعال کیسے حجت ہو سکتے ہیں۔ اس کے باوجود اس کی سند بھی مجروح ہے۔ اس کا مدار ربیع بن صبیح پر

ہے۔ یحییٰ القطان اس سے راضی نہ تھے۔ ابن المدینی نے کہا یہ ہمارے نزدیک نیک ہے لیکن قوی نہیں ہے۔ ابن معین اور نسائی نے کہا یہ ضعیف ہے۔ فلاس نے کہا میں نے عفان سے سنا کہتے تھے کہ ربیع کی احادیث تمام کی تمام مقلوبہ ہیں۔

(میزان الاعتدال 2 ص 41-42)

علامہ ابن الجوزی فرماتے ہیں۔ کان یحیی بن سعید لا یرضاہ ولا یحدث عنہ یحییٰ بن سعید نہ تو اس سے راضی تھے اور نہ ہی اس سے حدیث بیان کرتے تھے۔

قال عفان احادیثه کلها مقلوبة.

عفان نے کہا اس کی تمام احادیث مقلوبہ ہیں۔

وقال یحیی: ضعیف الحدیث.

یحییٰ نے کہا اس کی حدیث ضعیف ہے۔

نسائی اور یحییٰ نے کہا ضعیف ہے۔ فلاس نے کہا یہ قوی نہیں ہے۔

ابن حبان نے کہا کہ حدیث اس کا کام ہی نہیں اور اس کی حدیث میں مناکیر ہیں۔ (کتاب الضعفاء والمتروکین لابن جوزی 1 ص 281)

پس واضح ہوگیا کہ یہ سند بھی انتہائی مجروح بجرح شدید ہے۔

پھر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے جزء رفع یدین کے ص 44 پر حسن، مجاہد، عطا، طاؤس، قیس بن سعد، حسن بن مسلم کا رفع یدین کرنا بیان کیا ہے۔

لیکن یہ روایت بھی خود غیر مقلدین کے خلاف ہے کیونکہ اس میں سجدے کی رفع یدین بھی ہے۔ مذکورہ بالا حضرات رکوع کی طرح سجدے کے وقت بھی رفع یدین کرتے تھے جس کے غیر مقلدین خود منکر ہیں اور اس کو خلاف سنت سمجھتے ہیں۔ پھر اس روایت کے آخر میں مذکور ہے کہ عبدالرحمٰن بن مهدی نے

کہا یہ سنت ہے، یعنی رکوع اور سجدے کی رفع یدین۔ عبدالرحمٰن بن مہدی، امام بخاری علیہ الرحمہ کے استاذ الحدیث ہیں وہ تو سجدے کی رفع یدین کو بھی سنت کہتے ہیں اور غیر مقلدین حضرات اس کو خلاف سنت کہتے ہیں۔

تو جب یہ روایت خود غیر مقلدین کے اپنے ہی خلاف ہے تو ہمارے لئے یہ کیونکر حجت ہوسکتی ہے، پھر اس کی سند میں بھی وہی راوی۔ ربیع بن صبیح ہے جس پر صفحہ گذشتہ پر کلام ہو چکا ہے۔

پھر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے جزء رفع یدین ص 45 پر ایک تعلیقاً اور دو مرفوع سندوں کے ساتھ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث بیان فرمائی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رکوع کے وقت اور بعد رکوع کے رفع یدین کرتے تھے۔ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کا مفصل جواب ابوداؤد کی احادیث میں بیان ہو چکا ہے وہیں پر ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت امام نے ص 46 پر بطریق نافع حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رفع یدین کرنا بیان فرمایا ہے۔

اس اثر میں صرف دو جگہ رفع یدین کا ذکر ہے۔ ابتدا نماز کے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت۔ نہ رکوع جاتے وقت رفع یدین کا ذکر اور نہ ہی تیسری رکعت کی ابتداء کے وقت رفع یدین کا ذکر اور نہ ہی سجدوں کی نفی۔ تو اس اثر سے غیر مقلدوں کو کیا فائدہ۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث پر مفصل گفتگو مرفوعاً وموقوفاً بخاری کی روایات میں بیان ہو چکی ہے۔

پھر حضرت امام نے صفحہ مذکورہ پر ہی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موقوف حدیث بیان کی ہے۔ حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تفصیلی گفتگو ابن ماجہ کی روایات میں بیان ہو چکی ہے وہیں پر ملاحظہ فرمائیں۔

پھر اسی صفحہ مذکورہ پر حضرت طاؤس تابعی کا رفع یدین کرنا بیان کیا۔ تابعی کا قول وفعل عندالوہابیہ حجت نہیں تاہم اس کی سند میں حکم بن عتیبہ ہے جو کہ مجہول ہے۔ (میزان الاعتدال 1 ص 577)

پھر امام نے اسی صفحہ مذکورہ پر فرمایا کہ جس نے رفع یدین کو بدعت خیال کیا اس نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب اور سلف اور ان کے بعد والوں پر اعتراض کیا۔ پھر اہل حجاز، اہل مدینہ، اہل مکہ، اہل عراق، اہل شام، اہل یمن اور خراسان کے علماء کے کچھ نام گنے کہ یہ سب حضرات رفع یدین کرتے تھے اور کچھ اہل رائے رفع یدین نہیں کرتے تھے پھر ان کے کچھ نام گنے۔

امام بخاری علیہ الرحمہ نے رفع یدین کرنے والوں کی بھرتی بے سند ہی کردی ہے۔ جن سندوں کی بنا پر مذکورہ شہروں کے مقیم حضرات کو رفع یدین کرنے والوں میں شمار کیا گیا ہے، گذشتہ صفحات میں آپ ان سندوں کی حقیقت معلوم کر چکے ہیں کتنی مجروح اور ضعیف سندیں ہیں۔

پھر امام اسی صفحہ پر خود ہی فرماتے ہیں کہ جناب وکیع اور سفیان ثوری اور بعض اہل کوفہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

یہ بھی یاد رہے کہ حضرت وکیع ثقہ ثبت جلیل القدر امام ہونے کے ساتھ بخاری شریف کے راوی بھی ہیں اور آپ ترک رفع یدین کے قائل تھے۔

اسی طرح حضرت سفیان ثوری بھی جلیل القدر امام اور بخاری شریف کے راوی آپ بھی ترک رفع یدین کے قائل تھے۔ جیسا کہ امام بخاری نے خود ہی فرمایا ہے۔ پھر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے ص 47 پر فرمایا کہ کسی ایک صحابی سے بھی یہ ثابت نہیں کہ وہ رفع یدین نہیں کرتا تھا۔

امام کا یہ فرمانا بلا دلیل ہے اور حقیقت کے خلاف۔ صحیح سندوں کے

ساتھ کئی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ترک رفع یدین ثابت ہے۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ تفصیل کے لئے دیکھئے اس کتاب کا حصہ دوم۔ کتنے ہی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ترکِ رفع یدین ثابت ہے۔

پھر حضرت امام نے ص 47 پر دو سندوں سے مرفوعاً حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث رفع یدین بیان کی۔ اس کا جواب بخاری کی روایات میں ملاحظہ فرمائیں۔ پھر حضرت امام علیہ الرحمہ نے ص 48 پر دو سندوں کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث رفع یدین بیان کی۔

اور اسی صفحہ مذکورہ پر فرماتے ہیں کہ وکیع نے یہ روایت کچھ زیادتی کے ساتھ بیان کی ہے العمری سے وہ نافع سے ہے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفع یدین کرتے تھے جب رکوع کرتے اور جب سجدہ کرتے۔ (جزء رفع یدین ص 48)

لو جناب خود امام بخاری علیہ الرحمہ نے مرفوعاً حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سجدے کی رفع یدین بھی بیان کر دی ہے جو کہ بخاری کی روایات کے خلاف اور خود غیر مقلدین وہابیہ کے مزاج وعمل کے بھی خلاف ہے۔ سجدوں کے وقت رفع یدین صحیح روایات کے ساتھ ثابت ہے جس کے غیر مقلدین وہابیہ منکر ہیں۔ سجدوں کے وقت رفع یدین کے متعلق اسی کتاب میں بخاری کی روایات کے جوابات میں مفصل گفتگو ملاحظہ فرمائیں۔

الغرض یہ روایت خود غیر مقلدین وہابیہ کے خلاف ہے کیونکہ وہ سجدے کے وقت رفع یدین کے منکر ہیں۔

پھر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے ترکِ رفع یدین کی ایک حدیث جو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اس پر اعتراض کیا ہے۔ اعتراض اور روایت بمعہ تفصیل حاضر خدمت ہے ملاحظہ فرمائیں۔ امام بخاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

وقال وكيع عن ابن ابى ليلٰى عن نافع عن ابن عمر رضى الله تعالٰى عنهما وعن ابن ابى ليلٰى عن الحكم عن مقسم عن ابن عباس رضى الله تعالٰى عنهما عن النبى صلى الله تعالٰى عليه وسلم قال لا يرفع الايدى الافى سبعة مواطن فى افتتاح الصلوٰة واستقبال القبلة وعلى الصفا والمروة وبعرفات وبجمع وفى المقامين وعند الجمرتين. (جزء رفع یدین ص 49)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ رفع یدین نہ کیا جائے مگر سات جگہ پر، نماز شروع کرتے وقت، اور بیت اللہ کی زیارت کے وقت اور صفا اور مروہ پہاڑی اور عرفات میں مزدلفہ میں اور رمی جمار کے وقت۔

امام بخاری علیہ الرحمہ یہ حدیث بیان کرنے کے بعد اس پر ایک اعتراض تو یہ کرتے ہیں کہ: قال شعبة ان الحكم لم يسمع من مقسم الا اربعة احاديث وليس فيها هذا الحديث۔ (جزء رفع یدین ص 52)

شعبہ نے کہا کہ حکم نے مقسم سے صرف چار حدیثیں سنی ہیں اور یہ ان میں سے نہیں ہے۔ پھر امام فرماتے ہیں کہ یہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محفوظ نہیں ہے اس لئے کہ اصحاب نافع نے نافع کی مخالفت کی ہے۔

اور حکم کی حدیث مقسم سے مرسل ہے۔ ضرور روایت کی طاؤس اور ابو حمزۃ نے اور عطاء نے کہ انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رفع یدین کرتے دیکھا، رکوع کے وقت اور بعد رکوع کے۔

ناظرین گرامی! اس حدیث پر یہ اعتراض ہیں امام بخاری علیہ الرحمہ کے، بقیہ اس کی تفصیل کے بعد عرض کئے جائیں گے۔

پہلے اعتراض کا جواب کہ حکم نے مقسم سے صرف چار احادیث سنی ہیں اور یہ ان میں سے نہیں ہے۔ یہ دعویٰ بلا دلیل ہے اس پر حضرت امام نے کوئی مضبوط دلیل قائم نہیں فرمائی کہ حکم نے مقسم سے صرف چار احادیث سنی ہیں۔ خالی دعویٰ سے مدعا ثابت نہیں ہوتا دیکھئے حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ کے شاگرد رشید امام المحدثین، حضرت ترمذی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ علی بن مدینی نے فرمایا کہ کہا یحییٰ بن سعید نے کہ شعبہ نے فرمایا کہ حکم نے مقسم سے پانچ احادیث سنی ہیں۔

(ترمذی شریف 1 ص 118 مطبوعہ سعید ایچ ایم)

لو جناب امام بخاری علیہ الرحمہ نے تو شعبہ سے چار احادیث کے بارے روایت کی ہے اور امام بخاری علیہ الرحمہ کے شاگرد رشید، حضرت امام ترمذی علیہ الرحمہ نے علی بن مدینی کے واسطے سے وہ یحییٰ بن سعید سے اور وہ شعبہ سے پانچ احادیث روایت کرتے ہیں کہ حکم نے مقسم سے پانچ احادیث سنی ہیں۔ جب چار کا مفروضہ ہی ختم ہو گیا اور اس میں اختلاف واقع ہو گیا تو اس کی بنیاد بھی ختم ہو گئی جو حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے قائم فرمائی تھی۔

پانچ احادیث کے متعلق حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ بھی فرماتے ہیں۔ دیکھئے تہذیب التہذیب 1 ص 579 مطبوعہ بیروت لبنان۔

اس کا دوسرا جواب یہ ہے۔ غیر مقلدین کا علامہ محدث مفسر نواب صدیق

حسن خاں نزل الابرار ص 44 پر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث کی سند کو جید فرماتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ مرفوع حدیث جو سند جید کے ساتھ ہے۔ ان کے فتویٰ کے مطابق بھی ہے۔ دیکھئے مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 236 پر۔

حدثنا ابن فضیل عن عطاء عن سعید بن جبیر عن ابن عباس قال لاترفع الایدی الا فی سبع مواطن واذا قام الی الصلوٰة واذا رای البیت وعلی الصفا والمروة وفی عرفات وفی جمع وعند الجمار.

ترجمہ: بیان کیا ہم سے ابن فضیل نے انہوں نے عطاء سے انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ آپ نے فرمایا رفع یدین نہ کیا جائے سوائے سات مقام کے۔ نماز کے شروع کرتے وقت، اور بیت اللہ کی زیارت کے وقت اور صفا پہاڑی پر اور مروہ پر اور وقوف عرفہ کے وقت، وقوف مزدلفہ کے وقت اور رمی جمار کے وقت۔

اس سند کے تمام راوی صحیح بخاری شریف کے راوی ہیں اور ثقہ ثبت ہیں۔ جب اس موقوف اثر کی جس کی سند ثقہ ہے ابن عباس کی مرفوع حدیث کو تائید حاصل ہے تو پھر اس کا شاہد بھی موجود ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث، ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث کا شاہد ہے۔ تو جب حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک مرفوع شاہد اور ایک موقوف اثر سے تائید حاصل ہے تو پھر اس کے صحیح ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے۔

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے تو ان دونوں حدیثوں کو عن ابن عباس، عن ابن عمر، عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تعلیقا بیان کیا ہے۔ اب یہ

دونوں حدیثیں بمعہ تفصیل اسناد پیش کی جاتی ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

امام طبرانی اپنی سند کے ساتھ بیان کرتے ہیں مرفوعاً۔

حدثنا محمد بن عثمان بن ابی شیبة ثنا محمد بن عمران ابن ابی لیلی حدثنی ابی ثنا ابن ابی لیلی عن الحکم عن مقسم عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنه عن النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قال لا ترفع الایدی الافی سبع مواطن حین یفتتح الصلوٰة وحین یدخل المسجد الحرام فینظر الی البیت وحین یقوم علی الصفا وحین یقوم علی المروة وحین یقف مع الناس عشیة عرفة وبجمع و المقامین حین یری الجمرة۔ (طبرانی کبیر 11 ص 304-305 مطبوعہ بیروت لبنان)

ترجمہ: جناب ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا رفع یدین نہ کیا جائے مگر سات مقامات پر جب نماز شروع کی جائے اور جب مسجد حرام میں داخل ہوتے ہوئے بیت اللہ پر نظر پڑے اور جب صفا پر مروہ پہاڑی پر کھڑا ہو اور عرفہ میں بعد از زوال جب لوگوں کے ساتھ وقوف کرے اور مزدلفہ میں وقوف کے وقت اور جمرتین کی رمی کرتے وقت۔

اس سند کا پہلا راوی محمد بن عثمان بن ابی شیبہ ہے۔ خطیب بغدادی کہتے ہیں۔ کان کثیر الحدیث واسع الروایة ذا معرفة وفهم۔ یہ کثیر الحدیث، وسیع الروایات ہے اور صاحب معرف اور صاحب فہم ہے۔

ابوعلی صالح بن محمد سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا۔ محمد بن عثمان بن ابی شیبہ ثقہ ہے۔ جب عبدان سے اس راوی کے سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ ہم تو اس کے بارے خیر ہی جانتے ہیں۔ تاریخ بغداد 3 ص 42-43

علامہ ذھبی میزان میں کہتے ہیں۔ الکوفی الحافظ...... وکان

بصیرا بالحدیث والرجال، له توالیف مفیده، وثقه صالح جزرة، وقال ابن عدی لم ارله حدیثا منکرا وهو علی ماوصف لی عبدان، لاباس به۔ (میزان الاعتدال 3 ص 642)

یہ حافظ ہے اور حدیث اور نقد رجال میں بصیرت رکھنے والا ہے اور اس کی کئی مفید تالیفات ہیں۔ صالح جزرہ نے اس کی توثیق کی ہے اور ابن عدی نے کہا میں نے اس کی کوئی حدیث منکر نہیں دیکھی وہ میرے نزدیک اسی طرح ہے جس طرح عبدان نے اس کا وصف بیان کیا ہے۔ (یعنی ثقہ ہے) اس کی حدیث میں کوئی حرج نہیں۔

علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ وکان عالما بصیرا بالحدیث والرجال له توالیف مفیدة وثقه صالح جزرة وقال ابن عدی لم ارله حدیثا منکر وهو علی ماوصف لی عبدان لاباس به۔

یہ عالم ہے حدیث اور رجال میں بصیرت رکھنے والا ہے اس کی مفید تصنیفات ہیں۔ صالح جزرہ نے اس کی توثیق کی ابن عدی نے کہا کہ میں نے اس کی کوئی حدیث منکر نہیں دیکھی اور یہ میرے نزدیک اسی طرح ہے جس طرح عبدان نے اس کا وصف بیان کیا ہے۔ اس کے ساتھ (دلیل پکڑنے میں) کوئی حرج نہیں۔

اور ابن حبان نے اس کو ثقات میں داخل کیا ہے۔

عبدالمومن بن خلف نے کہا کہ صالح بن محمد سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے کہا یہ ثقہ ہے۔

مسلمہ بن قاسم نے کہا۔ اس کے ساتھ کوئی ڈر نہیں لوگوں نے اس سے لکھا ہے۔ اور میں نہیں جانتا کہ کسی نے اس راوی کو ترک کیا ہو۔

(ملخصاً لسان المیزان 5 ص 280-281)

باقی رہا عبداللہ بن خراش نے اس راوی کو کہا ہے کہ یہ حدیثیں وضع کرتا تھا تو اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ عبداللہ بن خراش خود بے چارا ضعیف ہے (۱) اس کی جرح کیسے معتبر ہوسکتی ہے۔

علامہ ذھبی لکھتے ہیں کہ: دارقطنی نے عبداللہ بن خراش کو ضعیف کہا ہے اور ابوزرعہ نے کہا ہے کہ یہ کچھ بھی نہیں ہے ابوحاتم نے کہا ہے یہ ذاھب الحدیث ہے۔ امام بخاری نے فرمایا یہ منکر الحدیث ہے، ہشام بن یوسف نے بھی اس کو ضعیف کہا ہے۔ (میزان الاعتدال 2 ص 413-414)

تو جو خود متکلم فیہ ہے اس کی جرح کا کیا اعتبار ہے۔

باقی امام دارقطنی نے جو یہ کہا ہے کہ یقال انہ اخذ کتاب نمیر فحدث بہ کہ کہا گیا ہے کہ اس نے نمیر کی کتاب پکڑی اور حدیث بیان کرنی شروع کر دی۔ اس کو دارقطنی نے صیغہ تمریض کے ساتھ بیان کیا ہے کہ کہا گیا ہے۔ اس کا قائل کون ہے وہ کیسا تھا کچھ معلوم نہیں۔ یہ جرح بھی مردود ہے۔

برقانی نے جو یہ کہا ہے کہ ہم ہمیشہ یہی سنتے رہے کہ وہ اس کا ذکر کرتے رہے کہ اس میں قدح کی گئی ہے۔ وہ قدح کرنے والے کون تھے ان کے نام معلوم نہیں۔ لہذا مجھول بات کی بنا پر جرح کا کیا اعتبار ہے اور وہ جو مطین نے جرح کی ہے کہ یہ موسیٰ علیہ السلام کا عصا ہے جو آئے کھا جاتا ہے۔ (یعنی ہر قسم کی روایات کرتا ہے) تو اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ مطین سے اس محمد بن عثمان بن ابی شیبہ کا مناظرہ ہوا تھا جس کی وجہ سے مطین اس سے تعصب رکھتا تھا تو جو جرح تعصب کی بنا پر ہو وہ سب کے نزدیک مردود ہوتی ہے۔ اس مناظرہ کا ذکر خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد میں کیا ہے۔ (3 ص 43-44)

اس تعصب کا ذکر حافظ ابن حجر عسقلانی نے لسان المیزان 5 ص 281

پر بھی کیا ہے۔ ابن عدی نے کہا کہ میں واقف ہوں اس تعصب پر جو مطین اور محمد بن عثمان بن ابی شیبہ کے درمیان واقع ہے پس صحیح بات یہی ہے کہ ان دونوں کی بات ان میں سے کسی کے بارے میں بھی قبول نہ کی جائے۔

ابونعیم نے کہا کہ میں نے موسیٰ بن اسحاق کو دیکھا ہے وہ بھی ابن مطین کی مثل ہے اس معنی میں۔ وہ محمد بن عثمان پر طعن تو نہیں کرتا تھا مگر مطین کی ثنا کرتا تھا۔ (ملخصاً لسان المیزان 5 ص 281)

پس واضح ہوگیا کہ مطین کی جرح بھی اس پر مردود ہے۔

تو ناظرین گرامی! قدر اس تفصیلی گفتگو سے واضح ہوگیا کہ محمد بن عثمان بن ابی شیبہ ثقہ ہے اور اس پر جرح درست نہیں ہے۔

اس حدیث کا دوسرا راوی محمد بن عمران بن ابی لیلیٰ ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں۔ کان من خیار الناس۔ کئی لوگوں سے بہتر ہے۔ ابو حاتم نے کہا سچا ہے، ابن حبان نے اس کو ثقات میں ذکر کیا ہے۔ ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ مسلمہ بن قاسم نے بھی اس کو ثقہ کہا ہے۔ (تہذیب التہذیب 5 ص 4،2 مطبوعہ بیروت لبنان)

اس سند کا تیسرا راوی ہے عمران بن ابی لیلیٰ۔ حافظ بن حجر عسقلانی کہتے ہیں۔ ذکرہ ابن حبان فی الثقات کہ ابن حبان نے آپ کو ثقہ راویوں میں شمار کیا ہے۔ (تہذیب التہذیب 4 ص 404 مطبوعہ بیروت لبنان)

اس سند کا چوتھا راوی ہے ابن ابی لیلیٰ۔ محمد بن عبدالرحمٰن ابن ابی لیلیٰ کے متعلق اگرچہ ائمہ ناقدین مختلف ہیں تاہم اس کی توثیق اور اس کا سچا ہونا بھی ثابت ہے۔ امام جرح وتعدیل علامہ ذھبی علیہ الرحمہ تذکرۃ الحفاظ میں اس پر جرح وتعدیل کرنے کے بعد فیصلہ اس طرح دیتے ہیں کہ اس کی حدیث درجہ حسن

میں ہے۔ تذکرۃ الحفاظ 1 ص 129 مطبوعہ بیروت لبنان۔

طبرانی کبیر کا محشی حمیدی عبدالمجید سلفی جو کہ ناصر الدین البانی غیر مقلدین وہابی کا شاگرد ہے وہ حاشیہ میں امام نور الدین ہیثمی کی مجمع الزوائد کے حوالہ سے لکھتا ہے کہ امام ہیثمی نے فرمایا۔ حدیثہ حسن ان شآء اللہ۔ مجمع الزوائد 3 ص 238 کہ محمد بن ابی لیلیٰ کی حدیث حسن ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔

جب امام ذھبی جیسا ناقد اس کی حدیث کو حسن کہتا ہے تو پھر غیر مقلدین کی کون سنتا ہے۔ پھر ابن حجر عسقلانی کے استاذ الحدیث امام نور الدین ہیثمی بھی اس کی حدیث کو حسن درجہ دیتے ہیں تو پھر انکار سوائے تعصب کے اور کیا ہو سکتا ہے۔ امام ترمذی علیہ الرحمہ نے ترمذی شریف میں کئی مقامات پر اس کی حدیث کو حسن صحیح کہا ہے۔ دیکھئے ترمذی شریف 1 ص 185 وغیرہ۔

اسی لئے تو غیر مقلد نواب صدیق حسن بھوپالی کو بھی اس حدیث کی سند کو جید کہنا پڑا جیسا گذشتہ صفحات میں درج ہو چکا ہے۔

اس سند کا پانچواں راوی حکم بن عیتبہ ہے یہ بھی ثقہ ہے ملاحظہ فرمائیں۔

عباس دوری کہتے ہیں یہ صاحب عبادت اور صاحب فضیلت ہے۔ ابن عینیہ نے کہا کوفہ میں ابراہیم اور شعبی کے بعد حکم اور حماد کی مثل نہیں ہے۔ ابن مھدی نے کہا حکم بن عتیبہ ثقہ ثبت ہے۔ ابن معین، ابوحاتم، نسائی کہتے ہیں یہ ثقہ ہے۔ نسائی نے یہ بات زیادہ کہی ہے کہ یہ ثبت بھی ہے۔

عجلی نے کہا ابراہیم کے فقیہ شاگردوں سے ہے اور صاحب سنت واتباع ہے ابن سعد نے کہا ثقہ ہے ثقہ ہے فقیہ ہے عالم ہے بلند شان اور کثیر الحدیث ہے۔ یعقوب بن سفیان نے کہا ثقہ ہے۔ ابن حبان نے اس کو ثقات میں داخل کیا ہے۔ (تہذیب التہذیب 1 ص 578-579 مطبوعہ بیروت لبنان)

علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ نے تہذیب کے 1 ص 579 پر اس کو مدلس قرار دیا ہے اور مدلس جب عن سے روایت کرے تو وہ حجت نہیں ہوتی روایت مذکورہ بالا میں بھی حکم نے مقسم سے عن کے ساتھ ہی روایت کی ہے لہٰذا یہ بھی حجت نہیں۔

اس کے متعلق عرض ہے کہ حافظ الدنیا علامہ ابن حجر عسقلانی نے طبقات المدلسین میں مدلسین کو پانچ طبقات میں تقسیم کیا ہے۔ پہلے طبقہ کی تدلیس بہت ہی کم ہے بالاتفاق قبول ہے۔ دوسرے طبقہ کی تدلیس کو بھی ائمہ نے قبول کیا ہے اور تیسرے طبقہ کے مدلسین جب تک سماع کی صراحت نہ کریں وہ قبول نہیں۔ حکم بن عتیبہ کو حافظ ابن حجر عسقلانی نے دوسرے طبقہ کے مدلسین میں شمار کیا ہے جن کی تدلیس کو ائمہ نے قبول کیا ہے۔

دیکھئے طبقات المدلسین ص 30 مطبوعہ مکتبۃ السلفیہ لاہور۔

لہٰذا اس وضاحت سے ثابت ہو گیا کہ حکم کی تدلیس مضر نہیں ہے۔

اس سند کا چھٹا راوی مقسم ہے۔

قال ابو حاتم صالح الحديث لاباس به۔ ابوحاتم نے کہا اس کی حدیث اچھی ہے کوئی حرج نہیں۔

قال ابن شاهين في الثقات قال احمد بن صالح المصري ثقة ثبت لاشك فيه۔ ابن شاہین نے ثقات میں کہا کہ احمد بن صالح مصری نے کہا یہ راوی ثقہ ثبت ہے۔ اس میں ذرہ بھی شک نہیں۔

قال العجلي مكي تابعي ثقة وقال يعقوب بن سفيان والدار قطني ثقة، عجلی نے کہا یہ تابعی ہے اور ثقہ ہے یعقوب بن سفیان اور دارقطنی نے کہا یہ راوی ثقہ ہے۔ (تہذیب التہذیب 5 ص 528-529 مطبوعہ بیروت لبنان)

اس سند کے ساتویں راوی صحابی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور بالاتفاق جمیع صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین عادل، سچے اور دین کے پیشوا ہیں۔

اس تفصیل سے واضح ہو گیا کہ اس حدیث کی سند جید ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔ اس حدیث کا ایک متابع طبرانی کبیر 11 ص 358 پر موجود ہے اس کی سند میں نہ حکم ہے نہ مقسم۔

امام طبرانی فرماتے ہیں۔

حدثنا احمد بن شعیب ابو عبدالرحمن النسائی انا عمرو بن یزید ابو بریر الجرمی ثنا سیف بن عبیداللہ ثنا ورقاء عن عطاء بن السائب عن سعید بن جبیر عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال. السجود علی سبعة اعضاء الیدین، والقدمین والرکبتین، والجبهة، ورفع الایدی، واذا اقیمت الصلوة.

نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سجدہ تو سات اعضاء پر کیا جائے گا، دونوں ہاتھوں، دونوں پاؤں، دونوں گھٹنوں اور پیشانی پر اور رفع یدین کیا جائے گا بیت اللہ کی زیارت کے وقت، صفا پر اور مروہ پر اور عرفہ میں اور مزدلفہ میں اور رمی جمار کے وقت اور جب نماز شروع کی جائے گی۔ اگرچہ عطاء بن سائب پر تغیر حفظ کی وجہ سے کلام ہے وہ مضر نہیں کیونکہ یہ روایت بطور متابعت پیش کی ہے اور متابع کے لئے صحیح ہونا کوئی شرط نہیں کما تقرر فی الاصول۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کا ایک شاہد بھی ہے، جو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے شرح معانی الآثار 1 ص 416 مطبوعہ مکتبہ حقانی ملتان۔

لہٰذا ثابت ہو گیا کہ اس حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر

اعتراضات صحیح نہیں ہیں بلکہ یہ حدیث قابل استناد ہے اور اس کی سند جید ہے۔

پس روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ کا اعتراض اس حدیث پر درست نہیں ہے۔ پھر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے اس پر ایک اور اعتراض فرمایا جو کہ جزٔ رفع یدین کے ص 52 پر مذکور ہے کہ اس اعتراض کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر یہ حدیث صحیح بھی ہو جائے تو پھر عیدین میں رفع یدین، نماز استسقاء میں رفع یدین، قنوت وتر میں رفع یدین کیوں کیا جاتا ہے، یہ اعتراض تقریباً صفحہ 52-57 تک کیا ہے تو اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ: حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں دو چیزوں کا ذکر ہے۔ (۱) نماز (۲) حج شریف

اب بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ نماز میں سوائے افتتاح نماز کے رفع یدین نہ کیا جائے اور حج میں ان مذکورہ مقامات کے علاوہ رفع یدین نہ کیا جائے۔ جب نماز کی ابتداء میں رفع یدین کا ذکر فرمادیا تو نماز میں باقی مقامات کی رفع یدین ضرور منع ہو گی۔ جس کی زد میں رکوع اور بعد رکوع اور سجدوں کی رفع یدین ضرور آتی ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ نماز اور حج کے علاوہ کسی جگہ رفع یدین نہ کیا جائے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان دونوں میں یعنی نماز اور حج میں کہاں کہاں رفع یدین کیا جائے تو اس کی حدیث میں وضاحت موجود ہے کہ سوائے شروع نماز کے رفع یدین نہ کیا جائے اور باقی چھ مقام حج میں ذکر فرمائے۔ لہٰذا امام علیہ الرحمہ کا یہ اعتراض بھی درست نہیں۔

پھر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے جزٔ رفع یدین کے ص 57 پر حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رفع یدین کرنا بیان فرمایا رکوع کے وقت۔

حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جواب بالتفصیل، ابن ماجہ کی روایات میں بیان ہو چکا ہے وہیں پر ملاحظہ فرمائیں۔

پھر اسی صفحہ مذکورہ پر حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رفع یدین کرنا بیان فرمایا۔

اس کا جواب بھی بخاری شریف کی روایات میں گزر چکا ہے۔ پھر حضرت امام علیہ الرحمہ نے ص 58 پر اثرِ مجاہد ذکر فرما کر اس کا مخالف اثر بیان کیا وہ بھی بے سند۔

اثرِ مجاہد:

امام بخاری علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ والذی قال ابوبکر بن عیاش عن حصین عن مجاهد قال مارأیت ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما یرفع یدیه فی شئی من الصلوٰة الافی التکبیرة الاولیٰ۔

حضرت مجاہد نے فرمایا کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کبھی بھی رفع یدین کرتے ہوئے نہیں دیکھا سوائے تکبیر افتتاح کے۔

نوٹ:- اس کی سند ثقہ ہے اور یہ اثر صحیح السند ہے اس اثر کے تمام راوی صحیح بخاری کے راوی ہیں۔ اس کی تفصیل کے لئے دیکھئے اسی کتاب کا دوسرا حصہ۔

اثرِ مجاہد نقل کرنے کے بعد امام فرماتے ہیں کہ اس سلسلہ میں مجاہد کی مخالفت کی گئی ہے۔

قال وکیع عن الربیع بن صبیح قال رأیت مجاهدا یرفع یدیه وقال عبدالرحمن بن مهدی عن الربیع رایت مجاهد ایرفع یدیه اذا رکع واذا رفع راسه من الرکوع وقال جریر عن لیث عن مجاهد انه کان یرفع یدیه وهذا احفظ عند اهل العلم.

کہا وکیع نے ربیع بن صبیح سے کہ میں نے مجاہد کو دیکھا آپ رفع یدین

کرتے تھے۔ کہا عبدالرحمٰن بن مہدی نے ربیع بن صبیح سے کہ میں نے دیکھا کہ مجاہد رفع یدین کرتے تھے۔

اور کہا جریر نے لیث سے انہوں نے مجاہد سے کہ ہے بے شک آپ رفع یدین کرتے تھے اور یہ زیادہ محفوظ ہے اہل علم کے نزدیک۔ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے یہ اثر یہاں پر تعلیقاً بیان کیا ہے، مکمل سند بیان نہیں فرمائی گذشتہ اوراق میں اس کو مکمل سند کے ساتھ بیان فرمایا ہے وہیں پر اس کی تفصیل بھی درج کردی ہے، تاہم کچھ اور بھی عرض کیا جاتا ہے۔

وکیع اور عبدالرحمٰن بن مہدی کے اثر کا مدار۔ ربیع بن صبیح پر ہے اور وہ ضعیف ہے ملاحظہ فرمائیں۔

کان القطان لا یرضاه قال ابن المدینی هو عندنا صالح ولیس بالقوی وقال ابن معین والنسائی ضعیف قال الفلاس سمعت عفان یقول احادیث الربیع مقلوبة کلها۔ (میزان الاعتدال 2 ص 41-42)

یحییٰ قطان اس سے راضی نہیں تھے، ابن المدینی نے کہا ہے نیک لیکن قوی نہیں ہے۔ ابن معین اور نسائی نے کہا یہ ضعیف ہے۔ فلاس نے کہا کہ میں نے عفان سے سنا کہتے تھے ربیع کی تمام احادیث مقلوبہ ہیں۔

اس وضاحت سے واضح ہوگیا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ترکِ رفع یدین کے اثر کی مخالفت کی بنیاد جس بنا پر قائم کی گئی ہے وہ بنیاد ہی انتہائی کمزور ہے، مجروح سند کے ساتھ۔ صحیح سند کو کیسے رد کیا جا سکتا ہے۔ لہٰذا حضرت مجاہد کا اثر جو کہ صحیح السند ہے جس کے تمام راوی بخاری کے ہیں۔ جس میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ترک رفع یدین ہے سوائے تکبیر افتتاح کے یہ اثر اپنی جگہ پر قائم ہے۔

پھر جریر نے لیث سے اس نے مجاہد سے رفع یدین بیان کیا ایک تو اس کی مکمل سند ہی نہیں یہ تعلیق ہے۔ دوسرا یہ کہ اس تعلیق میں بھی لیث مجروح ہے۔ لہٰذا یہ تو ثابت نہ ہوا۔ پھر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے ص 58 پر ہی فرمایا کہ صدقہ نے کہا ابوبکر بن عیاش کا آخر میں حافظہ خراب ہو گیا تھا اور وہ جو ربیع اور لیث نے بیان کیا ہے زیادہ بہتر ہے حالانکہ طاؤس، سالم، نافع، ابوزبیر، محارب بن دثار وغیرہم نے کہا کہ ہم نے دیکھا کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رفع یدین کرتے تھے جب تکبیر کہتے اور جب رکوع کرتے۔

ابوبکر بن عیاش پر امام کا اعتراض بالکل بے جا ہے کیونکہ یہ صحیح بخاری کا راوی ہے صحیح بخاری میں بطریق احمد بن یونس عن ابی بکر بن عیاش ہے، دیکھئے بخاری 2 صفحہ 725 اسی سند کے ساتھ امام طحاوی نے شرح معانی الآثار 1 ص163 پر حدیثِ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بیان کیا ہے، جو کہ ترک رفع یدین والی ہے۔

اب امام بخاری علیہ الرحمہ خود اس کو صحیح بخاری میں ذکر کرتے ہیں اور بطریق احمد بن یونس اس سے استدلال کرتے ہیں اور جب احناف بطریق احمد بن یونس ابوبکر بن عیاش سے استدلال کرتے ہیں تو یہ کیوں ضعیف ہو جاتا ہے، شاید اس لئے کہ اس نے ترک رفع یدین کی روایت بیان کر دی ہے۔ انصاف کا تقاضا تو یہ ہے کہ اگر یہ اس روایت میں ضعیف ہے تو پھر بخاری شریف کی ان تمام روایات کو بھی ضعیف کہا جائے جن کی سندوں میں ابوبکر بن عیاش ہے۔ اگر بخاری شریف میں ثقہ ہے تو پھر اس ترکِ رفع یدین کی روایت میں بھی یہ ثقہ ہے اور اس کی سند صحیح ہے باقی رہا طاؤس، سالم، نافع، ابوزبیر، محارب بن دثار کا دیکھنا کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رفع یدین کرتے تھے۔ اس مقام پر امام بخاری رحمتہ

اللہ علیہ نے یہ جو سب کہا ہے بے سند کہا ہے۔ جہاں گذشتہ اوراق میں امام نے ان کی سندیں بیان کیں ہیں وہاں ان پر مکمل جرح کر کے ضعیف بھی ثابت کر دیا گیا ہے۔ تفصیل گذشتہ اوراق میں ہے۔

پھر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے جزٔ رفع یدین کے ص 60 پر ایک اثر نقل کیا جس میں صرف بوقت رکوع حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ کا رفع یدین کرنا مروی ہے، اس کی سند اس طرح ہے۔

قال مبشر بن اسماعيل، ثنا تمام بن نجيح قال.........

اس کی سند میں تمام بن نجیح ضعیف ہے۔

خود حضرت امام بخاری ہی فرماتے ہیں۔ فیہ نظر کہ اس میں نظر ہے:

قال ابن عدى عامة مايرويه لا يتابعه عليه الثقات وهو غير ثقة قال ابوحاتم ذاهب الحديث قال ابوزرعة ضعيف وقال ابن حبان روى اشياء موضوعة عن الثقات۔ (ميزان الاعتدال 1 ص359)

ابن عدی نے کہا کہ عام طور پر جو یہ روایات بیان کرتا ہے ثقات اس کی متابعت نہیں کرتے اور یہ ثقہ نہیں ہے۔ ابو حاتم نے کہا حدیث کو لے جانے والا ہے۔ ابوزرعہ نے کہا یہ ضعیف ہے۔ ابن حبان نے کہا ثقہ راویوں سے من گھڑت چیزیں بیان کرتا ہے۔ تو من گھڑت چیزیں بیان کرنے والے کی بات کب قابل قبول ہو سکتی ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ اثر بھی من گھڑت ہے۔

پھر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے اسی صفحہ مذکورہ پر حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث بیان فرمائی جس میں بوقت رکوع، بعد رکوع رفع یدین کا ذکر ہے۔ اس حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مفصل جواب بخاری شریف کی روایات میں بیان ہو چکا ہے وہیں پر ملاحظہ فرمائیں۔

پھر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے صفحہ مذکورہ پر ہی یہ اثر نقل فرمایا۔

حدثنا موسی بن اسماعیل ثنا حماد بن سلمة عن یحییٰ بن ابی اسحاق قال رأیت انس بن مالک یرفع یدیه بین السجدتین.

(جزٔ رفع یدین ص 60)

یحییٰ بن ابی اسحاق نے کہا کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا دو سجدوں کے درمیان رفع یدین کرتے تھے۔

یہ اثر خود امام بخاری علیہ الرحمہ کے خلاف ہے کہ اس میں دو سجدوں کے درمیان رفع یدین کا ذکر ہے۔ غیر مقلدین حضرات اس کے سخت مخالف ہیں بلکہ اس کو خلاف سنت سمجھتے ہیں حالانکہ حضرت امام بخاری ہی اس کو بیان کرنے والے ہیں کہ حضرت انس بن مالک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو سجدوں کے درمیان رفع یدین کرتے تھے۔ حالانکہ اس کی سند بھی ثقہ ہے اس کے باوجود غیر مقلدین حضرات کا اس پر عمل نہیں ملاحظہ فرمائیں۔

پہلا راوی موسیٰ بن اسماعیل ہے۔

ابن معین نے کہا یہ ثقہ مامون ہے، ابو حاتم نے کہا کہ میں نے ابن معین سے سنا وہ ابو سلمہ کی تعریف کرتے تھے۔ (ابو سلمہ اس راوی کی کنیت ہے) ابو حاتم نے کہا کہ میں نے ابو الولید طیالسی سے سنا وہ کہتے تھے کہ موسیٰ بن اسماعیل ثقہ ہے، سچا ہے، ابن ابی حاتم کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا یہ ثقہ ہے۔ ابن سعد نے کہا یہ ثقہ اور کثیر الحدیث ہے اور ابن حبان نے اس کو ثقہ راویوں میں شمار کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ مضبوط راویوں میں سے ہے۔ عجلی نے کہا بصری ثقہ ہے۔ (ملخصاً۔ تہذیب التہذیب 5 ص 557)

ثابت ہو گیا کہ یہ راوی ثقہ ثبت ہے۔

دوسرا راوی حماد بن سلمہ ہے۔ اسحاق بن منصور نے ابن معین سے اس کا ثقہ ہونا بیان کیا ہے۔ ابن المدینی نے کہا کہ ثابت کے شاگردوں میں اس سے زیادہ ثبت کوئی نہیں ہے، شہاب بن معمر بلخی نے کہا کہ حماد بن سلمہ ابدالوں میں سے گنے جاتے تھے۔ ابن المدینی نے کہا جو شخص حماد بن سلمہ میں کلام کرے تو اس کو دین میں تہمت والا جانو۔ ساجی نے کہا یہ حافظ ثقہ مامون ہے ابن سعد نے کہا یہ ثقہ کثیر الحدیث ہے۔ عجلی نے کہا یہ ثقہ ہے نیک آدمی ہے۔ اس کی حدیث حسن ہے اور کہا اس کے پاس ایک ہزار حدیث حسن ہے جو کہ اس کے غیر کے پاس نہیں ہے۔ (ملخصاً: تہذیب التہذیب 2 ص 11-12)

پس واضح ہو گیا کہ یہ راوی بھی ثقہ ہے۔

اس کا تیسرا راوی یحییٰ بن ابی اسحاق ہے۔ یہ بھی زبردست ثقہ ہے۔ عبداللہ بن احمد کہتے ہیں کہ میں نے ابن معین سے پوچھا عبدالعزیز بن صہیب اور یحییٰ بن ابی اسحاق میں سے زیادہ ثقہ کون ہے تو آپ نے کہا کہ دونوں ہی ثقہ ہیں۔ ابن سعد نے کہا یہ راوی ثقہ ے۔ نسائی نے کہا یہ ثقہ ہے۔ ابن حبان نے اس کو ثقہ راویوں میں شمار کیا ہے۔ ابن ابی حاتم نے کہا کہ میں نے اپنے باپ سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ اس راوی کے ساتھ کوئی ڈر نہیں۔

(تہذیب التہذیب 6 ص 115 مطبوعہ بیروت لبنان)

ناظرین گرامی! آپ نے دیکھا کہ اس اثر کے تمام راوی ثقہ ہیں اور یہ اثر صحیح السند ہے جس میں مذکور ہے کہ صحابی رسول حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو سجدوں کے درمیان رفع یدین کرتے تھے۔ لیکن غیر مقلدین حضرات اس صحیح السند اثر پر بالکل عامل نہیں بلکہ دو سجدوں کے درمیان رفع یدین کو خلاف سنت جانتے ہیں اس اثر کے بعد امام بخاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث اولیٰ ہے۔

اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ معاذ اللہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث کے مطابق نہیں تھی۔

پھر حضرت امام نے ص 60 پر ہی ایک اثر حضرت سالم کا نقل کیا کہ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت زیادہ اتباع کے لائق ہے۔ بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت ہی زیادہ اتباع کے لائق ہے، بھلا اس میں کسی مسلمان کو کیا اختلاف ہوسکتا ہے۔

پھر حضرت امام نے اسی صفحہ مذکورہ پر حضرت مجاہد کا فرمان نقل کیا ہے کہ ہر آدمی کی بات قبول بھی کی جا سکتی ہے اور چھوڑی بھی جا سکتی ہے لیکن نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کوئی بات نہیں چھوڑی جا سکتی۔ بے شک آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ ہی ہمارے لئے مشعلِ راہ ہے۔ آپ کی پیروی اور اطاعت ہی میں نجات ہے اس میں کسی مسلمان کو کیا تردد ہوسکتا ہے۔

پھر امام نے ص 60-61 پر ایک روایت نقل کی جو اس طرح ہے۔

حدثنا فدیک بن سلیمان ابو عیسیٰ قال سألت الاوزاعی قلت یاابا عمر و ماتقول فی رفع الایدی مع کل تکبیرۃ وھو قائم فی الصلوٰۃ قال ذلک الامرا الاول.

ترجمہ: فدیک بن سلیمان ابو عیسیٰ کہتے ہیں کہ میں نے (امام) اوزاعی سے پوچھا اے ابو عمرو آپ اس رفع یدین کے بارے میں کیا کہتے ہیں جو نماز میں کھڑے ہونے کی حالت میں ہر تکبیر کے ساتھ کیا جاتا ہے تو انہوں نے کہا کہ یہ پہلے والا کام ہے۔

یہی ہم کہتے ہیں کہ رفع یدین یہ پہلے والا کام ہے۔ بعد والا ترک رفع

یدین ہے۔ پھر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے جزء رفع یدین کے ص 61 پر نماز جنازہ میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کی چند روایات بیان فرمائی ہیں۔ پہلی روایت اس طرح ہے۔

حدثنا محمد بن عوعرۃ ثنا جریر بن حازم قال سمعت نافعا قال کان ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذا کبر علی الجنازۃ رفع یدیہ.

جناب نافع نے فرمایا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب جنازہ پر تکبیر کہی تو رفع یدین کیا۔

اس روایت میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کی وضاحت نہیں ہے، تو اگر اس سے پہلی ہی رفع یدین مراد ہے یعنی ابتداء کے وقت کی تو اس میں کسی کو بھی اختلاف نہیں۔ تاہم اس کی سند میں جریر بن حازم پر کچھ کلام ہے۔

اگرچہ کئی حضرات نے اس کی ثقاہت بھی بیان کی لیکن اس کے متعلق امام احمد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جریر کثیر الغلط ہے کہ یہ بہت زیادہ غلطیاں کرتا ہے۔ ابن حبان نے کہا ہے ثقہ لیکن غلطی بھی کر جاتا ہے۔ ساجی نے کہا ہے سچا لیکن اس نے ایسی احادیث بیان کی ہیں جن میں اسے وہم ہوا ہے اور یہ احادیث اس کی مقلوبہ ہیں۔ یحییٰ بن سعید نے کہا اسے کچھ وہم بھی ہو جاتا ہے۔ ازدی نے کہا ہے سچا لیکن اس نے مصر میں ایسی احادیث بیان کی ہیں جو مقلوبہ ہیں اور یہ خود حافظ نہیں تھا۔ ابن سعد نے کہا کہ ثقہ لیکن آخر عمر میں اختلاط کا شکار ہوگیا تھا۔

(ملخصا: تہذیب التہذیب 1 ص 366-367 مطبوعہ بیروت لبنان)

امام ذھبی علیہ الرحمہ نے میزان میں فرمایا کہ:

قال البخاری ربما یھم فی الشئی. میزان الاعتدال 1 ص 393

امام بخاری علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ کبھی اس کو کچھ وہم بھی ہو جاتا ہے۔

پھر اسی صفحہ مذکورہ پر حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک اور اثر نقل فرمایا۔ جو اس طرح ہے۔

حدثنا علی بن عبدالله بن ادریس قال سمعت عبدالله عن نافع عن ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنه انه کان یرفع یدیه فی کل تکبیرة علی الجنازة واذا قام من الرکعتین.

(جزء رفع یدین ص 61 مطبوعہ جلال پور پیر والہ)

ترجمہ: جناب نافع روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز جنازہ میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے تھے اور جب دو رکعت پڑھ کر کھڑے ہوتے (تو بھی رفع یدین کرتے)۔

اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ اس کی سند اس طرح ہے کہ عبداللہ بن ادریس نے کہا کہ سنا میں نے عبداللہ سے وہ نافع سے وہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ اس سند میں عبداللہ جس نے نافع سے روایت کی ہے یہ مجہول ہے، سند میں عبداللہ ہے اور نیچے محشی کہتا ہے کہ یہ عبداللہ نہیں بلکہ عبید اللہ ہے۔ جب راوی کا تعین ہی نہ ہو سکا اور اس کے تعین میں ہی اختلاف ہے تو پھر اس روایت کو صحیح کس طرح کہہ سکتے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہ اثر موقوف ہے اور عند الوہابیہ موقوفاتِ صحابہ حجت نہیں لہٰذا یہ بھی غیر مقلدین کے لئے نافع نہ ہوا۔

حالانکہ ترمذی شریف میں 1 ص 206 پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز جنازہ پڑھتے تو صرف پہلی تکبیر میں رفع یدین فرماتے پھر دائیں ہاتھ کو بائیں کے اوپر رکھ لیتے۔

پھر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے جزء رفع یدین کے ص 61 پر ہی ایک

اور سند سے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت فرمائی جو اس طرح ہے۔

قال احمد بن یونس ثنا یحییٰ بن سعید ان نافعا اخبره ان عبدالله بن عمر رضی الله تعالیٰ عنه کان اذا صلی علی الجنازة رفع یدیه.

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب نماز جنازہ پڑھی تو رفع یدین کیا۔

اس روایت میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کا ذکر نہیں۔

تاہم اس کی پوری سند بھی مذکور نہیں کیونکہ امام بخاری علیہ الرحمہ کی احمد بن یونس سے ملاقات ثابت نہیں جب اس کی سند ہی مکمل نہیں تو پھر اس سند کو صحیح کیسے کہا جا سکتا ہے۔ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے اسی صفحہ مذکورہ پر ہی ایک مقطوع اثر نقل کیا ہے کہ عمر بن ابی زائدہ کہتے ہیں کہ میں نے قیس بن ابی حام کو دیکھا انہوں نے جنازہ پر تکبیر کہی اور رفع یدین کیا ہر تکبیر میں۔

اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ غیر مقلدین وہابیہ کے نزدیک موقوفات صحابہ اور مقطوع روایات جب حجت ہی نہیں تو اس سے ان کو کیا فائدہ۔

حضرت امام نے اس صفحہ مذکورہ پر ایک یہ اثر نقل کیا ہے کہ موسیٰ بن دہقان نے کہا کہ میں نے ابان بن عثمان کو دیکھا انہوں نے جنازہ پر نماز پڑھی رفع یدین کیا پہلی ہی تکبیر میں۔

اس روایت میں صرف پہلی ہی رفع یدین کا ذکر ہے۔ جس پر ہمارا عمل ہے البتہ وہابیہ اس کے برخلاف ہر تکبیر میں رفع یدین کرتے ہیں۔ پھر امام بخاری علیہ الرحمہ نے اس صفحہ مذکورہ پر ایک اثر اس طرح نقل کیا ہے۔

حدثنا علی بن عبدالله وابراهیم بن المنذر قالا ثنا معن بن عیسیٰ ثنا ابو الغصن قال رأیت نافع بن جبیر یرفع یدیه فی کل تکبیرة

علی الجنازة. (جز رفع یدین ص 61 مطبوعہ جلال پور پیروالہ)

ابو الغصن ثابت بن قیس نے کہا کہ میں نے نافع بن جبیر کو دیکھا نماز جنازہ میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے تھے۔

اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ یہ مقطوع اثر ہے جو کہ خود وہابیہ کے نزدیک حجت نہیں ہے۔ پھر اس کی سند بھی محفوظ نہیں۔ اس کی سند میں ایک راوی ابو الغصن ثابت بن قیس ہے۔ اگرچہ بعض حضرات نے اس کو ثقہ بھی کہا ہے لیکن ابن معین نے کہا کہ یہ ثقہ ہے۔ لیکن اس کی حدیث قوی نہیں ہے۔ ابو داؤد نے کہا اس کی حدیث قوی نہیں ہے۔ حاکم نے کہا یہ حافظ نہیں ہے اور نہ ہی ضبط والا ہے۔ ابن حبان نے ضعفاء میں کہا یہ قلیل الحدیث کثیر الوھم ہے۔

(ملخصاً تہذیب التہذیب 1 ص 333-334)

ابن حبان نے کتاب المجروحین میں کہا کہ۔

کان قلیل الحدیث کثیر الوهم فیما یروی، لایحتج بخبره اذا لم یتابعه غیره علیه. سئل یحیی بن معین عن ثابت بن قیس ابی الغصن فقال ضعیف۔ (کتاب المجروحین 1 ص 239)

یہ قلیل الحدیث، کثیر الوھم ہے اس میں جو اس نے روایت کی ہے اس کی حدیث کے ساتھ حجت نہ پکڑی جائے جب تک کوئی اس کا متابع موجود نہ ہو۔ یحیٰی بن معین سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا یہ راوی ضعیف ہے۔ پس واضح ہوگیا کہ اس کی سند بھی مجروح ہے۔

پھر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے جز رفع یدین کے ص 62 پر ایک مقطوع اثر اس طرح نقل کیا ہے۔

حدثنا محمد بن المثنی ثنا الولید بن مسلم قال سمعت

الاوزاعی عن غیلان بن انس قال رأیت عمر بن عبدالعزیز یرفع یدیه مع کل تکبیرة یعنی علی الجنازه.

(جز رفع یدین ص 62 مطبوعہ جلال پور پیروالہ)

ترجمہ: غیلان بن انس نے کہا کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ کو دیکھا نماز جنازہ میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے تھے۔

اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ مقطوع اثر خود غیر مقلدین وہابیہ کے نزدیک حجت نہیں۔ پھر اس کی سند میں ولید بن مسلم ہے جو کہ ضعیف ہے۔

قال المروزی عن احمد، کان الولید کثیر الخطاء.

امام احمد سے روایت ہے کہ ولید بہت زیادہ غلطیاں کرتا ہے۔

جناب حنبل نے ابن معین سے بیان کیا ہے کہ ابن معین نے کہا کہ میں نے ابو مسھر سے سنا ہے وہ کہتے تھے کہ ولید، اوزاعی کی حدیث ابو السفر سے لیتا تھا اور ابو السفر کذاب ہے۔ یہ مذکورہ بالا حدیث بھی ولید نے اوزاعی ہی سے، بیان کی ہے۔

امام احمد نے کہا کہ اس پر احادیث مختلط ہوگئیں تھیں جو اس نے سنی تھیں وہ بھی اور جو نہیں سنی تھیں وہ بھی۔ اس کی کئی احادیث منکر ہیں۔

(تہذیب التہذیب 6 ص 99-100 مطبوعہ بیروت لبنان)

پھر اس کی سند میں محمد بن مثنیٰ ہے اگر یہ ثقہ ہے تاہم صالح بن محمد نے کہا ہے سچا لیکن اس کی عقل میں کچھ خرابی تھی۔ (تہذیب التہذیب 5 ص 272)

پھر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے اسی صفحہ مذکورہ پر ایک مکحول کا اثر نقل کیا ہے جو اس طرح ہے۔

حدثنا علی بن عبدالله ثنا زید بن الحباب ثنا عبدالله بن

العلاء قال رایت مکحولا یصلی علی الجنازة یکبر علیها اربعا ویرفع یدیه مع کل تکبیرة۔ (جزء رفع یدین ص62)

ترجمہ: عبداللہ بن علانے کہا کہ میں نے مکحول کو دیکھا جنازے پر نماز پڑھتے تو چار تکبیریں کہتے اور رفع یدین ہر تکبیر کے ساتھ کرتے تھے۔

یہ اثر بھی مقطوع ہے جو کہ خود غیر مقلدین کے ہاں حجت نہیں ہے۔ پھر یہ کہ مکحول جس کا فعل ذکر کر گیا ہے وہ خود متکلم فیہ ہے۔ امام ذھبی نے کہا کہ مکحول کو کئی حضرات نے ثقہ کہا ہے اور ابن سعد نے کہا ایک جماعت نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔

ذھبی کہتے ہیں کہ میں کہتا ہوں یہ مکحول صاحب تدلیس ہے اور قدری مذہب کے ساتھ رمی کیا گیا ہے۔ یحیٰی بن معین نے کہا کہ یہ قدری تھا پھر اس نے رجوع کر لیا۔ (میزان الاعتدال 4 ص 177-178)

پھر اس کی سند میں زید بن حباب ہے اگرچہ ثقہ ہے تاہم معاویہ بن صالح نے کہا کہ یہ راوی کثیر الخطا ہے۔ ابن حبان نے اس کو ثقہ راویوں میں شمار کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ غلطی کرتا ہے۔ (ملخصاً تہذیب التہذیب 2 ص 236)

پھر اس کی سند میں صالح بن عبید ابو معصب ہے اس کے متعلق امام ابو حاتم نے کہا یہ مجہول ہے۔ ابن حبان نے اگرچہ اس کو ثقات میں داخل کیا ہے۔

(تہذیب التہذیب 2 ص 535)

امام ابن جوزی نے کہا کہ **قال ابو حاتم الرازی مجهول۔**

(کتاب الضعفآء المتروکین لابن الجوزی 2 ص 49)

پھر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے جزٔ رفع یدین کے ص 62 پر ایک اثر امام زھری کا نقل فرمایا کہ امام زھری علیہ الرحمہ۔ نماز جنازہ میں ہر تکبیر کے

ساتھ رفع یدین کرتے تھے۔

یہ اثر بھی مقطوع ہے جو کہ خود غیر مقلد وہابیہ کے نزدیک بھی حجت نہیں ہے۔ ہمارے خلاف کیسے پیش کیا جا سکتا ہے۔ پھر حضرت امام نے اسی صفحہ مذکورہ پر یہ اثر نقل فرمایا کہ حماد نے کہا کہ میں نے ابراہیم (نخعی) سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ پہلی تکبیر میں ہی رفع یدین کیا جائے۔

یہ اثر خود غیر مقلدوں کے خلاف ہے کیونکہ اس میں صرف پہلی ہی تکبیر کے وقت رفع یدین کا ذکر ہے۔

پھر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے جزٔ رفع یدین کے ص63 پر یہ فرمایا کہ:

وخالفه محمد بن جابر عن حماد عن ابراهیم عن علقمة عن عبدالله ان ابا بکر وعمر رضی الله تعالیٰ عنهما قال البخاری و حدیث الثوری اصح عند اهل العلم مع انه قدروی عن عمر رضی الله تعالیٰ عنه عن النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم من غیر وجه انه رفع۔

ترجمہ: اور مخالف بیان کیا اس کو محمد بن جابر نے حماد سے وہ ابراہیم سے وہ علقمہ سے وہ عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ بے شک حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (رفع یدین نہیں کرتے تھے سوائے تکبیر افتتاح کے)۔

امام بخاری علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ سفیان ثوری کی حدیث اھل علم کے نزدیک زیادہ صحیح ہے حالانکہ روایت کی گئی ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہ آپ نے رفع یدین کیا۔

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ اس پر اعتراض یہ کرنا چاہتے ہیں کہ جو

وکیع نے سفیان سے روایت کی انہوں نے حماد سے انہوں نے ابراہیم سے پوچھا رفع یدین کے متعلق تو انہوں نے فرمایا کہ پہلی تکبیر کے ساتھ رفع یدین کیا جائے۔ یہ روایت زیادہ صحیح ہے اس روایت سے جو محمد بن جابر نے روایت کی ہے اپنی سند سے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سوائے تکبیر افتتاح کے رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے سفیان کی روایت کو محمد بن جابر کی روایت سے زیادہ صحیح کیا ہے۔ تو اس کا صاف مطلب یہ نکلا کہ محمد بن جابر کی روایت بھی صحیح ہے لیکن سفیان کی روایت زیادہ صحیح ہے، باقی رہا کہ حضرت امام نے سفیان ثوری کی روایت کو ترجیح دی ہے تو ترجیح کا حق سب کو حاصل ہے اپنے اپنے دلائل سے سب ترجیح دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے جو سفیان ثوری کے اثر مقطوع کو ترجیح دی ہے تو یہ ان کا اپنا مسئلہ ہے۔ قابل غور بات یہ ہے کہ جزٔ رفع یدین کے اس ص 63 پر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے محمد بن جابر پر جرح کا ایک کلمہ بھی بیان نہیں کیا غیر مقلدین حضرات اس سے عبرت حاصل کریں جو کہ محمد بن جابر پر جرح کرتے کرتے کئی ورق سیاہ کر ڈالتے ہیں اگر محمد بن جابر کی حدیث بالکل ہی غلط ہوتی یا کوئی حیثیت نہ ہوتی تو حضرت امام کو ترجیح دینے کی کیا ضرورت تھی آپ جرح ہی محمد بن جابر پر کرتے تا کہ محمد بن جابر کا ضعیف ہونا ثابت ہو جاتا اور ترجیح کی ضرورت ہی نہ رہتی مگر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے محمد بن جابر پر جرح کرنے کی بجائے اس کی حدیث پر حضرت سفیان کی حدیث کو ترجیح ہے یعنی زیادہ صحیح کہا ہے۔ تو جب سفیان کی حدیث زیادہ صحیح ہے تو پھر محمد بن جابر کی حدیث صحیح ٹھہری۔

نوٹ:- محمد بن جابر کی حدیث کی توثیق اس کتاب کے حصہ دوم میں ملاحظہ فرمائیں۔ پھر حضرت امام نے بغیر کسی سند کے مجہول صیغہ کے ساتھ کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی گئی ہے اور وہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رفع یدین کیا۔

جب اس کی سند ہی بیان نہیں کی تو پھر اس بے سند بات کا کیا اعتبار ہے نہ ہی اس میں یہ بیان کیا کہ کتنے مقام پر کرتے تھے۔ البتہ حضرت امام بیہقی علیہ الرحمہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع روایت سنن الکبریٰ کے 2 ص 74 پر باسند بیان کی ہے لیکن اس میں مجہول راوی ہیں جن کا کوئی علم نہیں کہ وہ کون اور کیسے تھے۔ اس کی سند جو امام بیہقی نے بیان کی ہے۔ اس میں حکم نے رجلاً بیان کیا ہے یہ آدمی کون تھا کوئی ذکر نہیں کیا تھا کوئی معلوم نہیں تو پھر یہ روایت کیسے صحیح ہو سکتی ہے۔

البتہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موقوف حدیث جس میں آپ کا رفع یدین نہ کرنا مذکور ہے سوائے تکبیر افتتاح کے۔ اس کی سند میں کوئی مجہول راوی نہیں ہے نہ ہی کوئی ضعیف بلکہ اس کی سند صحیح ہے جیسا کہ حضرت امام طحاوی علیہ الرحمہ نے فرمایا۔ وھو حدیث صحیح۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حدیث صحیح ہے۔ دیکھئے شرح معانی الآثار 1 ص 164 مکتبہ حقانیہ ملتان)

ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ کہتے ہیں رجالہ ثقات اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ (الدرایہ 1 ص 152)

علامہ ابن ترکمانی فرماتے ہیں ھذا السند ایضاً صحیح کہ یہ سند صحیح ہے۔ (جوہر نقی علی البیہقی ص 75 جلد دوم)

علامہ نیموی علیہ الرحمہ نے فرمایا۔ وھو اثر صحیح۔ کہ یہ اثر صحیح ہے۔ (آثار السنن ص 136)

تو ثابت ہوگیا کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موقوفاً صحیح سند کے ساتھ سوائے تکبیر افتتاح کے رفع یدین نہ کرنا ثابت ہے۔ پھر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے جزٔ رفع یدین کے ص 64 پر یہ نقل فرمایا کہ:

حدثنا محمد بن یحییٰ قال علي مارأیت احدا من مشائخنا الایرفع ید .. فی الصلوٰۃ قال البخاری قلت له سفیان کان یرفع یدیه قال نعم۔

محمد بن یحییٰ علی (بن مدینی) سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنے مشائخ میں سے کوئی ایسا نہیں دیکھا جو رفع یدین نہ کرتا ہو۔ امام بخاری فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ کیا سفیان بھی رفع یدین کرتے تھے تو انہوں نے فرمایا کہ ہاں۔

اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ غیر مقلدین یہ بتائیں کہ کیا ان مشائخ کا قول وعمل شرعی حجت ہے اگر نہیں ہے تو پھر اس سے آپ کو کیا فائدہ۔ کیا ہمیں بھی یہ اجازت ہوگی کہ ہم بھی ان مشائخ احناف کو پیش کریں۔ جو رفع یدین نہیں کرتے تھے خود حضرت امام بخاری کو اعتراف ہے کہ اہل کوفہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے جزٔ رفع یدین ص .... اور کوفہ میں ہزاروں محدثین تھے اور امام محمد بن نصر مروزی تو کہتے ہیں کہ اہل کوفہ اجماعاً رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ (تلخیص الجبیر صفحہ..................)

تو کوفہ میں سینکڑوں صحابہ کرام، تابعین عظام، بے شمار محدثین تھے اور اہل کوفہ اجماعاً رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

حضرت امام بخاری نے اپنے استاد کا قول نقل کیا کہ حضرت سفیان بھی رفع یدین کرتے تھے۔ اگر یہ حضرت سفیان ثوری کے متعلق کہا ہے تو یہ خود امام بخاری علیہ الرحمہ کے اپنے ہی قول کے خلاف ہے کیونکہ امام بخاری علیہ الرحمہ جزٔ

رفع یدین کے ص 46 پر خود فرماتے ہیں کہ سفیان ثوری اور جناب وکیع رفع یدین نہیں کرتے تھے اور امام بخاری علیہ الرحمہ کے شاگرد رشید امام ترمذی علیہ الرحمہ نے بھی جناب سفیان ثوری کا رفع یدین نہ کرنا بیان کیا ہے۔

دیکھئے جامع ترمذی شریف 1 ص59 مکتبہ سعید ایچ ایم کمپنی کراچی۔

اور اگر یہ حضرت سفیان بن عینیہ ہیں تو وہ بھی کبھی رفع یدین کرتے تھے اور کبھی رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے التمہید لابن عبدالبر 9 ص 226 پھر اسی ص 64 پر حضرت امام نے فرمایا کہ حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ میں نے دیکھا معتمر ویحییٰ بن سعید، عبدالرحمٰن واسماعیل رفع یدین کرتے تھے رکوع کے وقت اور رکوع کے بعد۔

جب ان محدثین کا عمل غیر مقلدین کے ہاں بھی حجت نہیں تو پھر ان کو کیا فائدہ۔ پھر دوسری بات یہ ہے کہ حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ تین جگہ رفع یدین کے قائل تھے۔ ابتداء کے وقت، رکوع کے وقت، اور بعد الرکوع کے۔ حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ تیسری رکعت کی ابتداء کے رفع یدین کے قائل نہ تھے اور غیر مقلدین کے نزدیک یہ بھی سنت ہے تو غیر مقلدین کا رفع یدین تو حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ سے بھی نہ ملا۔

پھر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے جزٔ رفع یدین کے ص 64 پر سب سے آخری روایت یہ بیان کی۔

حدثنا علی بن عبداللہ ثنا ابن ابی عدی عن الاشعث قال کان الحسن یرفع یدیه فی کل تکبیرة علی الجنازة.

(جزٔ رفع یدین ص 64 مطبوعہ جلال پور پیروالہ)

اشعث نے کہا کہ جناب حسن (بصری) نماز جنازہ میں ہر تکبیر کے ساتھ

رفع یدین کرتے تھے۔

جناب حسن علیہ الرحمہ تابعی ہیں، غیر مقلدین حضرات بتائیں کیا تابعی کا قول وعمل غیر مقلدین کے ہاں حجت ہے اگر نہیں تو پھر اس اثر سے بھی ان کو کیا فائدہ۔ پھر اس سند میں محمد بن ابراہیم بن ابی عدی ہے اگرچہ ثقہ ہے تاہم امام ابو حاتم کہتے ہیں لا یحتج به کہ اس کے ساتھ دلیل نہ پکڑی جائے۔

(تہذیب التہذیب 5 ص 12)

پھر اس کی سند میں اشعث بن عبدالملک الحمرانی ہے وہ بھی اگرچہ ثقہ ہے تاہم اہل بصرہ نے حفص بن غیاث کو کہا کہ تین آدمیوں سے ہمیں حدیث بیان نہ کرنا۔ان میں ایک نام مذکورہ بالا راوی کا بھی لیا۔

حفص بن غیاث نے اہل بصرہ کو کہا کہ میں تمہاری خاطر اس کو ترک کر دیتا ہوں۔ ملخصاً تہذیب التہذیب 1 ص 226 مطبوعہ بیروت لبنان۔

الغرض یہ اثر بھی حجت نہیں۔ نہ غیر مقلدین کے ہاں نہ ہی ہمارے ہاں تو پھر اس اثر سے غیر مقلدین کو کیا فائدہ۔

الحمد للہ! اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے یہاں تک امام بخاری علیہ الرحمہ کے رسالہ جزء رفع یدین کا جواب مکمل ہوگیا ہے بالترتیب اور مفصلاً اس رسالہ کی ہر روایت کا جواب آپ اس کتاب میں پڑھ سکتے ہیں۔ اب آخر میں وہ روایت بمعہ جواب پیش کی جاتی ہے۔ جس سے غیر مقلدین حضرات ہمیشہ کی رفع یدین ثابت کرتے ہیں کیونکہ اس روایت میں یہ الفاظ موجود ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے وصال شریف تک رفع یدین کرتے رہے۔ اس میں وضاحت تو مکمل ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیشہ رفع یدین کرتے رہے۔ لیکن کیا کریں یہ روایت بالکل جھوٹی من گھڑت ہے۔ کئی غیر مقلدین حضرات بھولے

بھالے نوجوانوں کو یہ جھوٹی من گھڑت بناوٹی روایت دکھا کر اپنا نامہ اعمال سیاہ کرتے رہتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اس طرح جھوٹ باندھتے رہتے ہیں اس کی تفصیل حاضر ہے۔

نصب الرایہ 1 ص 409 پر اس کی سند اس طرح ہے۔

عن ابی عبدالله الحافظ عن جعفر بن محمد بن نصر عن عبدالرحمن بن قریش بن خزیمة الهروی عن عبدالله بن احمد الدلجی عن الحسن بن عبدالله بن حمد ان الرقی ثنا عصمة بن محمد الانصاری ثنا موسی بن عقبة عن نافع عن ابن عمر ان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم .

اس کا جواب یہ ہے کہ اس کی سند میں کذاب یعنی بڑے جھوٹے اور وضاع یعنی بہت زیادہ من گھڑت روایات بیان والے ہیں۔ اصولِ حدیث کے اعتبار سے وہ روایت جعلی من گھڑت ہوتی ہے جس میں ایک راوی کذاب آجائے۔ اس کی سند میں تو دو کذاب ہیں ایک عبدالرحمٰن بن قریش بن خزیمہ دوسرا عصمہ بن محمد الانصاری۔

عبدالرحمٰن بن قریش بن خزیمہ کے بارے میں امام علامہ ذھبی فرماتے ہیں۔ اتھمہ السلیمانی بوضع الحدیث، میزان الاعتدال 2 ص 582۔

سلیمانی نے اس کو جھوٹی حدیثیں وضع کرنے کے ساتھ متہم کیا ہے، حافظ ابن حجر عسقلانی نے لسان میں فرمایا ہے کہ:

اتهمه السلیمانی بوضع الحدیث۔ لسان المیزان 3 ص 425

(محدث) سلیمانی نے اس کو جھوٹی حدیث کے ساتھ متہم کیا ہے۔

(یعنی یہ شخص اپنی طرف سے خود ہی گھڑ کر روایات تیار کر لیتا اور پھر

اسے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر دیتا)

خطیب بغدادی نے کہا۔ وفی حدیثہ غرائب وافراد۔ تاریخ بغداد 10 ص 282۔ اس کی حدیث میں غرائب اور افرادیت ہے۔

(یعنی یہ ایسی رایات بیان کرتا ہے کہ کوئی بھی اس کی متابعت نہیں کرتا۔ بیچارہ خود جو گھڑ کر بیان کرتا تھا پھر کوئی سچا آدمی کیسے اس کی متابعت کرتا)

دوسرا راوی جو جھوٹا ہے اس سند میں وہ ہے عصمہ بن محمد۔ اس کے متعلق علامہ ذھبی فرماتے ہیں۔

قال ابو حاتم لیس بقوی وقال یحییٰ . کذاب، یضع الحدیث. وقال العقیلی. حدث بالبواطیل عن الثقات وقال الدار قطنی متروک. میزان الاعتدال 3 ص 68

ترجمہ: ابو حاتم نے کہا یہ قوی نہیں ہے، یحییٰ نے کہا یہ بہت بڑا جھوٹا ہے اور جھوٹی حدیثیں بنانے والا ہے۔ عقیلی نے کہا یہ ثقہ راویوں سے باطل روایات بیان کرتا ہے۔ دارقطنی نے کہا یہ متروک ہے۔

خطیب بغدادی نے کہا۔ یحییٰ بن معین نے کہا کہ یہ کذاب ہے۔ بہت بڑا جھوٹا۔ یروی احادیث کذبا اس نے جھوٹی حدیثیں روایت کی ہیں۔

عبید بن محمد نے کہا کہ میں نے سنا یحییٰ بن معین سے ان سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے کہا۔ ھذا کذاب یضع الحدیث۔ یہ بہت بڑا جھوٹا ہے جعلی روایات بیان کرتا تھا۔

محمد بن سعد نے کہا یہ محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔ دارقطنی نے کہا یہ متروک ہے۔ تاریخ بغداد 12 ص 286 مطبوعہ دارالفکر۔

علامہ ابن الجوزی نے کہا۔

قال یحییٰ کذاب یضع الحدیث وقال العقیلی یحدث بالبواطیل عن الثقات وقال الدار قطنی متروک.

(کتاب الضعفآء والمتروکین لابن الجوزی 2 ص 176)

یحییٰ نے کہا یہ کذاب ہے جھوٹی حدیثیں بناتا تھا۔ عقیلی نے کہا ثقہ راویوں سے باطل روایات بیان کرتا ہے۔ دارقطنی نے کہا یہ متروک ہے۔ عقیلی نے ضعفآء کبیر میں کہا۔ یہ راوی ثقات سے باطل حدیثیں بیان کرتا ہے۔

عبیداللہ بن محمد نے کہا کہ میں نے سنا یحییٰ بن معین سے ان سے پوچھا گیا اس راوی کے متعلق تو جناب یحییٰ بن معین نے کہا۔ ھذا کذاب یضع الحدیث۔ یہ بہت بڑا جھوٹا اور جھوٹی حدیثیں بیان کرتا ہے۔

(کتاب الضعفآء کبیر عقیلی 3 ص 340)

تو ناظرین گرامی قدر! اس تفصیل سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ یہ روایت جھوٹی من گھڑت جعلی ہے جو اس کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتا ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف ایک جھوٹی من گھڑت بات منسوب کرتا ہے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف جھوٹی بات کو منسوب کرنا اس کی سزا جہنم ہے۔ معاذ اللہ۔ تو جو غیر مقلدین اس کو حدیث کہہ کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتے ہیں وہ یقیناً اس وعید شدید کے مستحق ہیں۔

غیر مقلدین بھی بڑے عجیب ہیں۔ انکار کرنے پر آئیں تو صحیح حدیث کا انکار کر دیتے ہیں جس کے تمام راوی ثقہ، سچے، حافظ ہوں جیسے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحیح حدیث جو کہ ترکِ رفع یدین پر صریح ہے۔ بروایت نسائی اور بروایت ترمذی شریف۔ اس حدیث کی سند بالکل ثقہ ہے اور پھر

کئی حضرات نے اس کے صحیح اور حسن ہونے کی وضاحت بھی کی ہے۔اس کے باوجود غیر مقلدین حضرات نہ صرف اس کو ضعیف بلکہ باطل تک کہتے ہیں اور ماننے پر آجائیں تو کذاب جعلی من گھڑت روایات کو بھی سینے سے لگا لیتے ہیں جیسا کہ تفصیل گزر چکی ہے۔اس کو کیا کہیں۔تعصب یا جہالت یا پھر صحیح احادیث کے ساتھ خیانت۔

آخر میں ہمارا غیر مقلدوں کو چیلنج ہے کہ تمام ذخیرہ حدیث سے صرف ایک حدیث صحیح مرفوع متصل صریح حدیث دکھا دیں قولی یا فعلی۔جس میں یہ مذکور ہو کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ساری زندگی رفع یدین کیا یعنی وصال شریف تک رفع یدین کیا۔تو انشاء اللہ تعالیٰ ہم بھی اس کو مان لیں گے اور اس پر عمل کریں گے۔

غیر مقلدین حضرات کبھی تو ہمیشہ کے رفع یدین کا کان سے استدلال کرتے ہیں اور کبھی لفظ اذا سے استدلال کرتے ہیں لیکن یہ بات خود بھول جاتے ہیں کہ ہم تو خود ائمہ مجتہدین کا استدلال نہیں مانتے اور ان کو اپنا استدلال منوانے پر سینہ زوری کرتے ہیں۔کتنی بے شرمی کی بات ہے کہ جو لوگ ائمہ کرام مجتہدین فقہاء کرام کے استدلالات کو نہیں مانتے وہ اپنا استدلال پیش کریں اور اس پر منوانے کے لئے سینہ زوری کریں۔

کبھی یہ لوگ رفع یدین وصال شریف تک ثابت کرنے کے لئے کسی نہ کسی امام کے باندھے ہوئے باب کا سہارا بھی لے لیتے ہیں۔

لیکن ذرا بھی شرم محسوس نہیں کرتے کہ ہم تو اپنے آپ کو اہل حدیث کہلاتے ہیں اور لوگوں کے سامنے یہی اعلان کرتے رہے ہیں کہ قرآن و حدیث کے بغیر کوئی حجت نہیں کسی کی بات معتبر نہیں کسی کی بات کو ماننا جائز نہیں اور ہم خود

ایک غیر معصوم امتی کا باندھا ہوا باب پیش کر رہے ہیں انکار پر آئیں یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول و فعل حجت نہیں اور ماننے پر آجائیں تو ایک محدث کا باندھا ہوا باب بطور دلیل پیش کر دیتے ہیں۔

کاش یہ لوگ غور و فکر سے کام لیتے اور انصاف کا دامن نہ چھوڑتے اور انصاف کا خون نہ کرتے تو ان پر یہ بات واضح ہو جاتی کہ ترک رفع یدین پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث صحیح ہے جو کہ صریح بھی ہے جس میں وضاحت بھی ہے کہ یہ نماز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز ہے۔اس میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز پڑھ کر دکھائی تو رفع یدین سوائے تکبیر افتتاح کے نہیں کیا۔

آخر میں ایک ضروری بات:

ہمارے اور غیر مقلدین میں رفع یدین کے بارے میں اختلاف یہ نہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رفع یدین کیا ہے یا نہیں۔کیوں کہ احناف کثرھم اللہ تعالیٰ اس بات کے مقر ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رفع یدین کیا ہے، کیونکہ ہم احناف کے نزدیک رفع یدین متروک منسوخ ہے۔اس کا مطلب ہی یہی ہے کہ پہلے آپ نے کیا پھر ترک کر دیا۔صرف رفع یدین ما بہ النزاع نہیں ہے۔بلکہ اختلاف کا سبب دوام رفع یدین ہے یعنی غیر مقلدین یہ دعویٰ کرتے رہتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ساری زندگی ایک رکعت بھی بغیر رفع یدین کے نہیں پڑھی اور ساری زندگی رفع یدین کرتے رہے حتی کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال شریف ہو گیا اور ہم احناف کہتے ہیں کہ یہ دوام ثابت نہیں ہے۔اس مسئلے کے حل کے لئے چاہیے تو یہ تھا کہ غیر مقلدین

صرف ایک ہی کوئی ایسی حدیث صحیح مرفوع صریح متصل پیش کر دیتے جس کے متن میں یہ وضاحت ہوتی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وصال شریف تک یا ہمیشہ رفع یدین کیا۔ تو بات ختم ہو جاتی لیکن اس کی بجائے غیر مقلدین حضرات وہ روایات پیش کرتے ہیں جن میں صرف رفع یدین کا ذکر ہے۔ دوام رفع یدین کا ذکر بالکل نہیں ہے اور ایسی روایات ہمارے خلاف نہیں اور غیر مقلدین کے موافق نہیں کیونکہ ان کے دعویٰ کے مطابق نہیں۔ دعویٰ کچھ کرتے ہیں اور دلیل کوئی دیتے ہیں۔ یہ جہالت ہے یا کہ ضد۔ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جاننے والا ہے۔

ایک ضروری گزارش:

وہ یہ ہے کہ آج تک غیر مقلدین تو ایسی صحیح صریح مرفوع حدیث پیش نہیں کر سکے اور انشاء اللہ تعالیٰ نہ ہی آئندہ کر سکیں گے جس میں یہ موجود ہو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رکوع والی رفع یدین ہمیشہ کی ہے حتیٰ کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو گیا آیئے ہم آپ کی خدمت میں وہ حدیث پیش کرتے ہیں جس میں صریحا یہ مذکور ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پہلے رکوع والا رفع یدین کرتے تھے پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رکوع والا رفع یدین ترک کر دیا اور ابتدا کی رفع یدین آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کرتے رہے حتیٰ کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا یہ حدیث صحیح صریح مرفوع ہے۔ آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

امام حافظ ابو عبداللہ محمد بن حارث الخشنی القیروانی متوفی سنہ 361 ھجری اپنی کتاب اخبار الفقہاء والمحدثین کے صفحہ 214 پر سند صحیح سے مرفوعا یہ حدیث نقل کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ۔

حدثنی عثمان بن محمد قال: قالی لی عبید الله بن یحیی: حدثنی عثمان بن سوادة بن عباد عن حفص بن میسرة عن زید بن اسلم عن عبدالله بن عمر قال: کنا مع رسول الله صلی الله علیه وسلم بمکة نرفع ایدینا فی بدء الصلاة وفی داخل الصلاة عند الرکوع فلما هاجر النبی صلی الله علیه وسلم إلی المدینة ترک رفع الیدین فی داخل الصلاة عند الرکوع وثبت علی رفع الیدین فی بدء الصلاة........ توفی.

(اخبار الفقہاء والمحدثین ص 214)

ترجمہ: جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مکہ میں تھے تو ہم رفع یدین کرتے تھے نماز کی ابتداء میں اور نماز کے اندر رکوع کے وقت اور جب نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نماز کے اندر رکوع والا رفع یدین چھوڑ دیا اور ابتدا کی رفع یدین پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ثابت رہے حتیٰ کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو گیا۔

ناظرین گرامی قدر: یہ حدیث پاک رفع یدین عندالرکوع کے نسخ میں کتنی واضح دلیل ہے۔ پھر بھی اگر کوئی نہ مانے تو اس کی مرضی ہے۔

اس کی سند میں کل سات راوی ہیں اب ان کی توثیق ملاحظہ فرمائیں۔

پہلے راوی مؤلف کتاب ہیں جن کا اسم گرامی ہے۔

ابوعبداللہ محمد بن حارث الخشنی القیروانی۔

ان کے متعلق امام ذھبی لکھتے ہیں، الحافظ الامام کہ یہ حدیث کا حافظ اور امام ہے۔

(سیر اعلام النبلاء 16 ص 165 تذکرۃ الحفاظ 3 ص 138)

اس امام کا ترجمہ درج ذیل کتب میں بھی موجود ہے۔

(۱) تاریخ علماء الاندلس 2 ص 112 تا 113
(۲) الاکمال لابن ماکولا 3 ص 261
(۳) ترتیب المدارک 4 ص 531
(۴) الانساب 5 ص 130
(۵) معجم الادباء 8 ص 111
(۶) العبر 2 ص 324
(۷) مراۃ الجنان 2 ص 75
(۸) النجوم الزاھرہ 4 ص 64
(۹) شذرات الذھب 3 ص 39
(۱۰) ہدیۃ العارفین 2 ص 47,
(۱۱) طبقات الحفاظ ص 397
(۱۲) شجرۃ النور 1 ص 94

ان تمام کتب میں اس امام جلیل کا شاندار ترجمہ موجود ہے۔

ں سند میں دوسرے راوی ہیں۔ عثمان بن محمد

ان کا پورا نام اس طرح ہے، عثمان بن محمد بن احمد بن مدرک من اھل قبرۃ ان کے متعلق امام محمد بن حارث فرماتے ہیں کہ:

قال خالد بن سعد : عثمان بز محمد ، ممن عنی بطلب العلم و درس المسائل وعقد الوثائق مع فضله وكان مفتی اهلِ موضعه۔

(اخبار الفقھآء والمحدثین ص 216)

جناب خالد بن سعد نے فرمایا کہ عثمان بن محمد ان میں سے ہے جنہوں نے مجھ سے علم حاصل کیا ہے اور مسائل کا درس لیا ہے اور یہ پختہ عقد والے ہیں اور صاحبِ فضیلت ہیں اور یہ اپنے موضع کے مفتی تھے۔

تاریخ علماء الاندلس کے ص 243 پر بھی آپ کی تعریف موجود ہے۔

اس سند کے تیسرے راوی ہیں جناب عبیداللہ بن یحیی اللیثی

ان کے متعلق امام ذھبی لکھتے ہیں کہ:

قال ابن الفرضی وكان كريما عاقلا عظيم الجاه والمال مقدما فی الشوریٰ منفردا برئاسة البلد.

کہ ابن الفرضی نے کہا کہ عبیداللہ بن یحیٰی کریم عقل والا اور بڑی عزت والا اور مال والا ہے مشاورت میں اس کو مقدم کیا جاتا، شہر کی ریاست میں منفرد تھے۔

مزید لکھتے ہیں کہ:۔

قال ابن بشكوال فی بعض كتبه كان متمولا سمحاً جوادا كثير الصدقات والاحسان كامل المروءة.

ابن بشکوال نے اپنی بعض کتب میں کہا ہے کہ یہ راوی بڑی سخی صدقہ و

خیرات کرنے والا اور احسان کرنے والا ہے اور کامل مروت والا ہے۔

(سیر اعلام النبلاء 13 ص 532-533)

مزید امام ذھبی لکھتے ہیں، الفقیہ الامام المعمر ۔

(سیر اعلام النبلاء 13 ص 531)

کہ یہ واری فقیہ امام معمر ہے۔

امام محمد بن حارث قیروانی فرماتے ہیں۔

. قال خالد بن سعد سمعت محمد بن ابراھیم بن حیون یثنی علی عبید الله بن یحیی ویوثقه ۔ (اخبار الفقھآء والمحد ثین ص 172)

جناب خالد بن سعد نے فرمایا کہ میں نے محمد بن ابراہیم بن حیون سے سنا وہ عبیداللہ بن یحیٰ کی تعریف کرتے تھے اور ان کو ثقہ کہتے تھے۔

امام محمد بن حارث مزید لکھتے ہیں کہ:

وکان عاقلا وقوراً وافر الحرمة عظیم الجاہ بعید الاسم تام المروۃ عزیز النفس عزیز المعروف نھاضا بالاثقال مشاورا فی الاحکام. (اخبار الفقہآء والمحد ثین ص 170)

یہ دانا اور بڑی عزت والے تھے کامل مروت والے عزیز النفس عزیز المعروف اور احکام میں ان سے مشورہ لیا جاتا تھا۔

امام ابن الفرضی لکھتے ہیں۔

کان رجلا عاقلا کریما عظیم المال والجاہ مقدما فی المشاورۃ فی الاحکام۔ (تاریخ علماء الاندلس لابن الفرضی ص 206 تا 207)

یہ آدمی عقل مند کریم بڑے مال اور مرتبے والا ہے اور احکام میں ان کو مشورہ کے لئے مقدم کیا جاتا۔

امام عبیداللہ بن یحیٰ کا ترجمہ ان کتب میں بھی ہے۔

(جذوۃ المقتبس ص 268، بغیۃ الملتمس ص 355
شذرات الذھب 2 ص 231)

اس سند کے چوتھے راوی ہیں، عثمان بن سوادۃ

ان کے متعلق امام محمد بن حارث قیروانی لکھتے ہیں۔

قال عثمان بن محمد: قال عبید الله بن یحییٰ : کان عثمان بن سوادۃ ثقة مقبولا عند القضاۃ والحکام وکان من اھل الخیر والفضل وقال اخبرنی عن عبید الله انه کان من اھل الذھد والعبادۃ وکثرۃ التلاوۃ۔ (اخبار الفقھآء والمحد ثین ص 214)

عثمان بن محمد نے کہا کہ فرمایا جناب عبیداللہ بن یحیٰ نے کہ عثمان بن سوادۃ ثقہ اور مقبول ہے، قضاۃ اور حکام کے نزدیک اور یہ راوی خیر وفضل والا ہے۔ زہد والا ہے عبادت کرنے والا ہے اور کثرت سے تلاوت کرنے والا ہے۔

اس راوی کے متعلق امام ابن الفرضی لکھتے ہیں۔

عثمان بن سودۃ من اھل القرطبة قال لی عثمان بن محمد قال لی عبید الله بن یحییٰ کان عثمان بن سوادۃ ثقة مقبولا عند القضاۃ والحکام وکان من اھل الذھد والعبادۃ وکثرۃ التلاوۃ.

(تاریخ علماء الاندلس لابن الفرضی ص 242)

عثمان بن سوادۃ اہل قرطبہ سے ہے، مجھے عثمان بن محمد نے کہا کہ مجھے عبیداللہ بن یحیٰ نے کہا کہ عثمان بن سوادۃ ثقہ مقبول ہے قضاۃ اور حکام کے نزدیک اور یہ اہل زہد سے ہے اور عبادت گزار ہے اور بکثرت تلاوت کرنے والا ہے۔

اس سند کا پانچواں راوی، حفص بن میسرہ ہے

ان کے متعلق امام ذھبی لکھتے ہیں۔ المحدث، الامام الثقة ابو عمر الصنعانی العقیلی نزیل عسقلان یروی عن زید بن اسلم .... وثقه ابن معین واحمد، وقال ابوزرعته لاباس به وقال ابو حاتم محله الصدق. سیر اعلام النبلاء 8ص 231 للذهبی۔

یہ راوی محدث امام ثقہ ہے اور یہ زید بن اسلم وغیرہ سے روایت کرتا ہے، امام ابن معین اور امام احمد بن حنبل نے اس کو ثقہ کہا ہے۔

امام ابوزرعہ نے فرمایا اس کے ساتھ کوئی خوف نہیں، امام ابو حاتم نے فرمایا اس کا مقام، صدق ہے۔

امام حفص بن میسرہ کا ترجمہ درج ذیل کتب میں بھی ہے۔

تہذیب الکمال 7ص 73 تاریخ یحییٰ بروایة الدوری 2ص 122 تاریخ الدارمی ص 267 ، تاریخ الکبیر للبخاری 2ص369، کتاب المعرفة والتاریخ 1ص 172 الکنی والاسمآء للدولابی 2ص 51 الجرح والتعدیل 3ص 187 وغیرہ میں۔

اس سند کے چھٹے راوی امام زید بن اسلم ہیں

امام ذھبی ان کو الامام الحجة القدوة لکھتے ہیں۔

اور فرماتے ہیں کہ امام بخاری علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ جناب امام علی بن حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) ان کی مجلس میں بیٹھتے تھے اور جناب امام علی بن حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے تھے کہ انسان اس کی مجلس میں بیٹھے جس سے دینی نفع حاصل ہو۔

اور جناب زید بن اسلم کا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد شریف میں ایک علمی حلقہ ہوتا تھا۔ (سیر اعلام النبلاء 5ص 316 للذھبی)

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ امام احمد، ابوزرعہ، ابو حاتم، محمد بن سعد اور نسائی اور ابن خراش ان سب نے زید بن اسلم کو ثقہ کہا ہے۔

جناب یعقوب بن شیبہ نے کہا کہ زید بن اسلم ثقہ ہے اور اہل فقہ اور اہل علم میں سے ہے اور قرآن کی تفسیر کا عالم ہے۔

(تہذیب التہذیب 2ص 231)

امام زید بن اسلم کا ترجمہ درج ذیل کتب میں بھی ہے۔

طبقات ابن سعد، تاریخ یحییٰ بروایة الدوری، تاریخ کبیر للبخاری، کتاب المعرفة والتاریخ للمنوی، تاریخ ابوزرعہ، الکنی والاسمآء، الجرح والتعدیل، کامل بن عدی، ثقات ابن شاہین، الحلیہ لابی نعیم، الانساب للسمعانی، تاریخ دمشق، اسد الغابہ، الکامل فی التاریخ، تذکرة الحفاظ، الکاشف، العبر، تہذیب الکمال، معجم البلدان، شذرات الذھب وغیرہ میں۔

اس سند کے ساتویں راوی صحابی رسول جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہیں

جن کے ثقہ، صادق، عادل اور جلیل القدر ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔

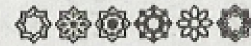
تو ناظرین گرامی قدر! الحمد للہ دلائل قویہ سے یہ بات واضح ہوگئی کہ اس سند کے تمام راوی مضبوط، اہل صدق، ثقہ ہیں۔ اور یہ حدیث مرفوع بھی ہے صحیح ہے صریح بھی ہے، جس میں رکوع کی رفع یدین کا ترک واضح طور پر موجود ہے۔
اب بھی اگر غیر مقلدین نہ مانیں تو ان کی مرضی ہے لیکن یہ بات تو واضح ہوگئی کہ

الحمد للہ رفع یدین عند الرکوع کا نسخ اظہر من الشمس ہے اور احناف کثرھم اللہ تعالیٰ کا اس پر عمل ہے۔ اب میں یہ کہنے پر حق بجانب ہوں کہ احناف زندہ باد۔

الحمد لله رب العالمين

تمت بالخير

والله الهادى الى الرشد والهداية وصلى الله على حبيبه سيدنا ومولانا محمد وآله وصحبه وازواجه واولاده واصهاره وانصاره اجمعين



ماخذ ومراجع (حصہ اول)

1 بخاری
2 مسلم
3 ترمذی
4 نسائی
5 ابوداؤد
6 مسند امام احمد
7 مسند امام اعظم
8 دارقطنی
9 مصنف ابن ابی شیبہ
10 سنن کبریٰ بیہقی
11 طحاوی شریف
12 مدونۃ الکبریٰ
13 محلی ابن حزم
14 التمہید لابن عبدالبر
15 کتاب الحجۃ علیٰ اہل المدینہ
16 کتاب المجروحین لابن حبان
17 مسند ابویعلی
18 مصنف عبدالرزاق
19 تاریخ بغداد
20 کامل ابن عدی
21 المعجم الکبیر طبرانی
22 کتاب الضعفا عقیلی
23 التعلیقات سلفیہ
24 جامع ترمذی بتحقیق احمد شاکر
25 اللآلی المصنوعہ
26 مشکوٰۃ المصابیح بتحقیق (ناصر الدین البانی)
27 جامع المسانید خوارزمی
28 جوہر نقی
29 مناقب امام اعظم از موفق ابن احمد مکی
30 تذکرۃ الحفاظ

31 آمین بالجہر از یحیی گوندلوی

32 کتاب المعجم اسماعیلی

33 تہذیب التہذیب

34 تقریب التہذیب

35 میزان الاعتدال

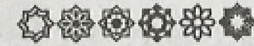
36 کشف الظنون

37 البدایہ والنہایہ

38 الحطہ فی ذکر صحاح ستہ

39 بستان المحدثین

40 لسان المیزان



ماخذ ومراجع (حصہ دوم)

1 بخاری

2 مسلم

3 ترمذی

4 نسائی

5 ابوداؤد

6 مسند امام احمد

7 مسند امام اعظم

8 مسند امام زید

9 مسند ابویعلی موصلی

10 سنن دار قطنی

11 موطا امام محمد

12 ابن ابی شیبہ

13 کتاب الآثار

14 مسند حمیدی

15 مسند ابوعوانۃ

16 محلی ابن حزم

17 التمہید لمافی الموطا من المعانی والاسانید

18 معجم طبرانی کبیر

19 خلافیات بیہقی

20 مستدرک حاکم

21 تلخیص ذہبی

22 مجمع الزوائد

23 کنز العمال

24 مسند الامام ابوحنیفہ از ابونعیم اصبہانی

25 کتاب الحجہ

26 مشکوۃ شریف

27 طحاوی

28 سنن بیہقی

29 الآلی المصنوعۃ

30 ابکار المنن

31 البنایہ فی شرح الھدایہ

32 شرح نقایہ

33 مرقات ملاعلی قاری

34 نیل الاوطار

35 تیسیر الباری

36 بدایۃ المجتہد

37 الدرایہ

38 شرح مسلم نووی

39 برایۃ المجتہد

40 تحفۃ الاحوذی

41 جزء رفع یدین للبخاری

42 تعلیقات سلفیہ

43 صحیح ابوداؤد، از ناصرالدین البانی

44 صحیح ترمذی " " "

45 صحیح نسائی " " "

46 مشکوۃ بتحقیق ناصرالدین البانی

47 نصب الرایہ

48 موضوعات کبیر

49 تذکرۃ الحفاظ

50 لسان المیزان

51 تہذیب التہذیب

52 کامل ابن عدی

53 جوہرنقی

54 فوائد البھیہ

55 ذیل طبقات الحفاظ

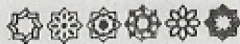
56 میزان الاعتدال

57 الروضۃ الندیہ

58 کتاب الرسائل

59 نزل الابرار

60 بستان المحدثین



ماخذ ومراجع (حصہ سوم)

1 تفسیر ابن عباس

2 تفسیر سمرقندی

3 بخاری شریف

4 مسلم شریف

5 ترمذی شریف

6 ابوداؤد شریف

7 نسائی شریف

8 طحاوی شریف

9 ابن ماجہ

10 طبرانی کبیر

11 مسلم مع شرح نووی

12 شرح معانی الآثار

13 شرح مشکل الآثار

14 شرح سفر السعادت

15 مؤطا امام محمد

16 مستدرک حاکم

17 مسند امام اعظم

18 مسند ابوعوانہ

19 مسند حمیدی

20 مسند ابویعلی موصلی

21 مسند امام زید

22 کنز العمال

23 جزء رفع یدین للبخاری

24 تقریب التہذیب

25 تہذیب التہذیب

26 سنن دارقطنی

27 سنن بیہقی

28 سنن کبریٰ

29 آثار السنن

30 کتاب الروضۃ الندیہ

31 کتاب الضعفاء والمتروکین ابن الجوزی

32 کتاب العلل

33 کتاب الحجہ علیٰ اہل المدینہ

34 کتاب المجروحین لابن حبان

35 کتاب الضعفاء کبیر عقیلی

36 تذکرۃ الموضوعات

37 تذکرۃ الحفاظ للذھبی

38 تعجیل المنفعۃ بزوائد رجال الائمۃ الاربعہ

39 کشف الظنون

40 المدونۃ الکبریٰ

41 بدایۃ المجتہد

42 التمہید لما فی المؤطا من المعانی والاسانید

43 لسان المیزان

44 فتح القدیر

45 نیل الاوطار

46 میزان الاعتدال

47 ابکار المنن

48 جوہر نقی علی البیہقی

49 مجمع الزوائد

50 الدرایہ لتخریج احادیث ہدایہ

51 اتحاف الخیرۃ المہرہ بزوائد المسانید العشرۃ

52 مرقات ملا علی قاری

53 مظاہر حق

54 جامع المسانید

55 زرقانی شرح موطا امام مالک

56 تاریخ بغداد

57 المعجم الکبیر

58 تحفۃ الاحوذی

59 جامع المسانید والسنن ابن کثیر

60 المغنی فی الضعفاء

61 السراج المنیر شرح جامع صغیر

62 نصب الرایہ

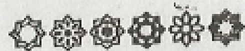
63 البنایہ فی شرح الھدیہ

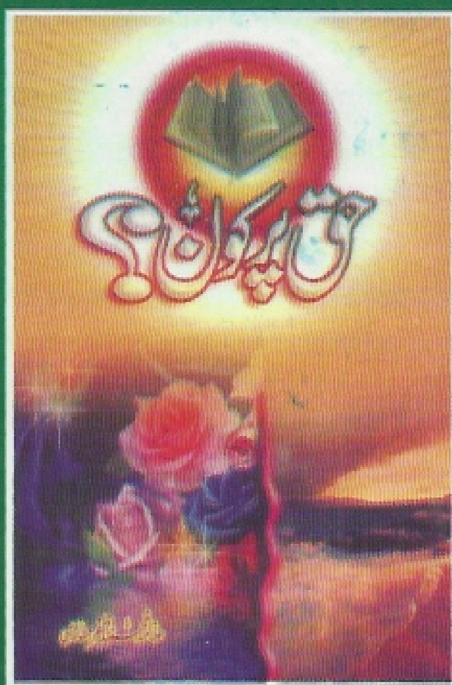
64 حاشیہ ابن خزیمہ

65 تاج التراجم

66 البنایہ از امام عینی

67 طبقات المدرسین





اسلامک بک کارپوریشن
فضل داد پلازہ۔ اقبال روڈ۔ کمیٹی چوک۔ راولپنڈی
051-5536111